UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226562
UNIVERSAL
LIBRARY

BROWN
BOOK ONLY

# التعریب لعلم الادب للاخوان من متعلمی القرآن

بحمد اللہ الباری من تالیف مولانا حافظ محمد ابراہیم قاری ساکن ...

# بعون اللہ الباری

مسمی

# ولی القاری

حسب فرمائش شیخ عبد الحمید صاحب مدرس عربی دار العلوم سرکار عالی ...

در مطبع یادگار فیض طبع شد

والاخذ بالتجوید حتم لازم        من لم یجود القرآن فهو آثم

مجموعہ قواعد مشتمل تجوید و تکملہ فوائد قرآن مجید و نقشہ صور مخارج و مشق حروف

# بحول اللّٰہ الباری

# ولی القاری

از تالیفات جامع الشتات جناب عزیز عظیم جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب قادری سلمہ الباری باہتمام محمد عبدالرحمن عفی عنہ

مطبع [illegible] پریس حیدرآباد دکن میں طبع کیا گیا

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کے لایق وہی خالق یکتا ہے کہ جس نے اپنے امکان ارادت اور امکان
قدرت سے سراپا سے نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بفحواے
كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا کے خلعت خاص لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ
کا پہنایا۔ اور حقیقت کن سے ماہیت جنس افراد کو موافق حروف تہجی کے
کرسی مخارج اور صفات پر جلوہ افروز کرکے۔ خطاب اوس احکام پاک کا
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کے ساتھہ مخاطب فرمایا۔ اور گویائی زبان کو
خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ سے گویا کیا۔

پس ناظرین باتمکین پر مخفی نرہے کہ یہہ رسالہ قواعد تجوید اور صفات حروف مین
نادر ہے۔ جسکو جناب اُستادی مولوی قاری سید محمد عبد الولی اجراری
شہید رحمتہ اللہ الباری نے زبان عربی مین تصنیف فرمایا تہا۔ اور واسطے

توضیح اور تشریح اس کے اکثر احباب کی خواہش تھی۔ اس لئے بہ مناسبت حال اپنے کج مج اردو مین چند مطالب ضروری جمع کیا۔ تا برادران دینی اس سے نفع زاید حاصل کرین۔ اور جس جگہہ سہو نظری سے تفہیم مسایل مین خطا ہوگئی ہو تو امور دینی جانکر چشم اصلاح کی کشادہ فرماوین۔ اور اس بندۂ رب کریم محمد ابراہیم عفی عنہ کو دعائے خیر مین شامل رکھین۔

اور قواعد تجوید اس کے چند فصلون پر اختتام پذیر ہوکر **بعون اللہ الباری** یہہ نسخہ **ولی القاری** صورت نمائے علم قرارت ہوا۔

**پہلی فصل**۔ فضایل قرآن شریف کے بیان مین اور قراء کی کیفیت۔

**دوسری فصل**۔ علم تجوید وغیرہ کے بیان مین۔

**تیسری فصل**۔ نون ساکن اور تنوین کے بیان مین نون ساکن وہ نون جو جزم رکھتا ہے اور تنوین دو زبر دو زیر دو پیش کو کہتے ہین خواہ کسی حرف پر ہو

**چوتھی فصل**۔ مدات کے بیان مین یعنی تفصیل کشش آواز حروف مدہ کے

**پانچوین فصل**۔ لفظ اللہ اور حرف را کے پر اور باریک پڑہنے کے بیان مین

**چھٹی فصل**۔ وقفون کے بیان مین۔

**ساتوین فصل**۔ مخارج حرفون کے بیان مین اور نقشہ متعدد اس کے ساتھ بیان مین تا مبتدی ادائے مخارج پر پورے طور سے قادر ہوجائے۔

**آٹھوین فصل**۔ صفات حروف مع ترجمہ عمدۃ القصاید مصنفہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بیان مین۔

**نوین فصل** خاتمہ کتاب۔ اور چند ضروری فواید کے بیان مین۔

## پہلی فصل

فضائل قرآن شریف کے بیان مین۔ یون تو ہزارہا بلکہ زیادہ اس سے احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فضائل قرآن مین وارد ہین لیکن بنظر رغبت مشتاقین چند حدیثین لکھی جاتی ہین۔

**عن** عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ رواہ البخاری

روایت ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ بہتر تم مین سے وہ شخص ہے کہ سیکہا قرآن اور سکہایا روایت کی اس حدیث کو امام بخاری نے۔ **فـــ** یعنی جو شخص سیکہے قرآن کو جیسے کہ حق ہے سیکہنے کا اور سکہاوے اوسکو وہ سب سے بہتر ہے۔ اور حق سیکہنے سے یہہ مراد ہے کہ احکام حقایق اور دقایق قرآن کے سیکہے۔

**وعن** عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ اخرین رواہ مسلم۔ روایت ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالے بلند کرتا ہے ساتہہ اس کتاب کے یعنی کلام اللہ کے کتنے لوگون کو اور پست کرتا ہے ساتہہ اس کے کتنے لوگون کو نقل کی یہہ امام مسلم نے۔ (تصریح) یعنے جس نے پڑہا قرآن اور عمل کیا اوسپر اوس کا درجہ بلند کرتا ہے اللہ تعالے دنیا اور اور آخرت مین کہ دنیا مین اچہی طرح زندہ رکہتا ہے اور عقبے مین داخل کرتا ہے ان لوگون مین کہ جنپر انعام کیا ہے۔ اور جس نے قرآن نہ پڑہا اور عمل نہ کیا اوسپر اوس کا درجہ پست کرتا ہے۔

**وعن** ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَّطَعْمُھَا طَیِّبٌ ۔ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَایَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَۃِ لَارِیْحَ لَھَا وَطَعْمُھَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَایَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ لَیْسَ لَھَا رِیْحٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

اور روایت ہے ابی موسٰے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حال مسلمان کا کہ پڑہتا ہو قرآن مانند حال ترنج کے ہے کہ بو اوسکی خوب اور مزہ بہی اچہا ہوتا ہے ۔ اور حال اُس مومن کا کہ نہین پڑہتا ہو قرآن مانند حال کہجور کے ہے کہ بو نہین اور مزہ اس کا شیرین ۔ اور حال اُس منافق کا کہ نہین پڑہتا قرآن مانند حال اندراین کے ہے کہ کچھ بو نہین اور مزہ کڑوا ۔ اور حال اُس منافق کا کہ پڑہتا ہو قرآن مانند حال پہول خوشبودار کے کہ بُو اوس کی اچہی اور مزہ اس کا تلخ ۔ نقل کی یہہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ وہ مسلمان کہ پڑہتا ہو قرآن اور عمل کرتا ہو اوسپر مانند ترنج کے ہے ۔ اور وہ مومن کہ نہین پڑہتا قرآن اور عمل کرتا ہے اُسپر مانند کہجور کے ہے ۔ فائدہ مومن پڑہنے والا قرآن کا مانند ترنج کے یون ہوا کہ خوش مزہ ہے بسبب ثابت ہونے ایمان کے اُس کے دل مین ۔ اور خوشبو رکہتا ہے کہ لوگ ثواب پاتے ہین بسبب سُننے قراۃ اس کے کے اور سیکہتے ہین قرآن شریف اُس سے شرح مشکوۃ ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ

اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق وہ شخص کہ نہین اس کے دل مین کچھ قرآن سے مانند گہر ویران کے ہے نقل کی یہہ ترمذی نے اور دارمی نے اور کہا ترمذی نے یہہ حدیث صحیح ہے **فائدہ** اس لئے کہ جو کوئی کچھ بہی قرآن نجانتا ہو اور نہ ایمان رکہتا ہو اسپر یا جانتا ہو یا ایمان نرکہتا ہو اوسپر وہ مانند گہر ویران کے ہے۔ اور جس کو قرآن آتا ہو اور ایمان بھی رکہتا ہو اسپر اسکا باطن آباد ہے نور ایمان سے۔ تہوڑا جانتا ہوگا تہوڑا آباد ہوگا۔ بہت جانتا ہوگا بہت آباد ہوگا۔

**وَعَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَؤُهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَاَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سیکہو قرآن پہر پڑہو اوس کو۔ پس تحقیق حال قرآن کا واسطے اس شخص کے کہ سیکہتا ہے پہر پڑہتا ہے اور ہمیشہ پڑہتا ہے اور عمل کرتا ہے اوسپر یا رات کو قیام کرتا ہے ساتہہ اوس کے مانند حال تہیلی بہری ہوئی کے مشک سے ہے کہ پہونچتی ہے بو اوس کی تمام مکان مین اور حال اوس شخص کا کہ سیکہا اوس کو اور سو رہا اور غافل ہوا قراۃ اور قیام سے یا عمل نہ کیا اور کلام اللہ اس کے دل مین ہے مانند حال تہیلی کے ہے کہ باندہی گئی مشک پر نقل کی یہہ حدیث ترمذی نے اور ابن ماجہ اور نسائی نے

فائدہ سیکہو قرآن یعنے لفظ و معانی اُس کے کہا ابو محمد جوینی نے
کہ سیکہنا اور سکہانا قرآن کا فرض کفایہ ہے انتہے۔ اور رفرض عین ہے
سیکہنا بعض قرآن کا یعنے جسقدر پڑہنا نماز مین فرض ہے اور کہا امام نووی
نے مشغول ہونا یاد کرنے قرآن مین کہ زیادہ ہے سورۂ فاتحہ سے افضل ہے
نماز نفل سے اس لئے کہ وہ فرض کفایہ ہے۔ اور فتوے دیا ہی بعض
متاخرین نے اسپر کہ مشغول ہونا ساتہہ حفظ قرآن کے افضل ہے مشغول
ہونے سے اور علمون کے کہ جو فرض کفایہ ہین نہ فرض عین یعنے فرض عین
علم سے افضل نہین ہے یاد کرنا قرآن کا۔ اور مانند حال تہیلی بہری ہوئی
یعنے سینہ قاری کا مانند تہیلی کے ہے اور قرآن اوس مین مانند مشک کے۔
پس جب وہ پڑہتا ہے پہونچتی ہے برکت اوس کی اُس کے گہر مین
اور سننے والون کو۔ اور آخر جملہ کا مطلب یہہ ہے کہ جس نے سیکہا قرآن
اور نہ پڑہا نہ پہونچی برکت اوس کی اُس کو نہ اورون کو۔ پس ہونا
مانند مشک کے تہلی کے کہ سر اُس کا بندہا ہوا ہی نہین پہونچتی خوشبو سبکو

وَعَنْ اِبْنِ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَاھَدُ الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ
بِیَدِہٖ ھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًّا مِنَ الْاِبِلِ عُقُلِھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

روایت ہے ابی موسے اشعری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے خبرگیری کرو قرآن کی یعنے ہمیشہ پڑہا کرو تاکہ بہولو نہین پس قسم ہے
اوس ذات کی کہ جان میری اُس کے ہاتہہ مین ہے کہ البتہ قرآن
جلد نکل جاتا ہے سینے سے جسطرح اونٹ اپنی رسی سے نقل کی یہہ بخاری
اور مسلم نے۔ فائدہ یعنے آدمی اونٹ کی محافظت سے غفلت کرے

تو اونٹ رسی مین سے نکل جاتا ہے۔ اسیطرح قران اگر نہ پڑہا کرے اور
خبر نہ رکھے تو مانند اونٹ کے نکل جاتا ہے یعنے جلد بہول جاتا ہے۔
اور دوسری حدیث جو ابن عمر رضے اللہ تعالے عنہما سے اور امام بخاری
اور مسلم نے نقل کی اس کا بہی یہی مطلب ہے۔ یعنے مثل صاحب قرآن
مانند اونٹ والے کے ہے کہ اونٹ باندہا گیا ساتہہ پابند کے اگر خبر
گیری رکھتا ہے اس کی تہامتا ہے اسکو اور اگر نہ چہوڑ دیتا ہے اسکو
یعنے جاتا رہتا ہے۔ بنظر زیادتی حجم کے اب صرف معنی حدیث شریف
اور فواید اس کے بیان کئے جاتے ہین امام بخاری نے روایت کی ہے۔
(حدیث شریف) روایت ہے قتادہ سے کہ کہا پوچہے گئے انس کسطرح سے تہی قراۃ
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ پس کہا تہی قرادت درازی کے ساتہہ پہر پڑہے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ دراز کرتے تہے ساتہہ بسم اللہ کے یعنی الف
اللہ کو مد کرتے اصلی یعنے بقدر الف کے۔ اور دراز کرتے تہے ساتہہ رحمن
کے یعنے اُس کے بہی الف کو اسیطرح اور دراز کرتے تہے ساتہہ رحیم
کے یعنے یا کو مد کرتے اصلی یا عارضی اصلی سے مراد یہہ ہے یا کو اظہار کرنے
بغیر کہینچنے کے۔ عارضی سے مراد یہہ ہے کہ اُسکو کہینچ کر پڑہے۔
۸ (حدیث شریف) روایت ہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین سنتا ہے اللہ تعالے کسی چیز کو مانند سننے
آواز نبی کے کہ خوش آوازی سے پڑہتا ہو قرآن کو نقل کی یہہ امام بخاری نے
۹ اور پہر ابوہریرہ ہی ناقل ہین کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے
کہ نہین کان رکہتا ہو اللہ تعالے یعنے نہین قبول کرتا کسی چیز کو جیسا کہ کان
رکہتا ہی نبی کی خوش آوازی پر جو قراۃ قرآن ہے۔ اس حال مین کہ

پکار کر پڑہے اس کو نقل کی اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے۔
اور پہر انہین سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے نہین ہمارے کامل طریقہ پر وہ شخص کہ خوش آوازی کرے ساتہہ قرآن کے۔ نقل کی یہہ امام بخاری نے۔
اور براابن عازب رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ۔ نقل اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے فائدہ مراد زینت سے یہہ ہے کہ ترتیل اور تجوید کے ساتہہ پڑہے۔ اور راگ مین پڑہنا قرآن کا اسطرح پر کہ زیادتی اور نقصان حرفون مین یا حرکات واقع ہو حرام ہے اور اسطرحکا پڑہنے والا فاسق ہوتا ہے اور سننے والا گنہگار۔
اور سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا حضرت نے کہ نہین کوئی شخص کہ پڑہے قرآن کو پہر بھول جاوے اوسکو مگر ملاقات کریگا اللہ سے دن قیامت کے کٹا ہوا ہاتہہ نقل کی اس حدیث کو ابوداؤد اور دارمی نے۔ فائدہ بہولنا ہمارے نزدیک یہہ ہے کہ دیکھ کربھی نہ پڑھ سکے اور امام شافعی کے نزدیک یہہ ہے کہ یاد کیا ہوا یاد نہ پڑھ سکے۔ یا معنی یہہ ہین کہ چہوڑ دے پڑھنا اوس کا بہولے یا نہ بہولے۔ اور روایت ہے لیس بن سعد سے کہ نقل کی ابن ابی ملیکہ سے اونسنے نقل کی یعلی بن مملک سے یہ کہا اوس نے پوچہا ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا سے حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرائت کا پس کہا ام سلمہ نے کہ قرات واضح حرف حرف جدے۔ نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے۔
اور روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہو قرآن بطور عرب کے اور اون کے آوازون کے اور بچو تم اہل عشق سے اور اہل کتاب کے طور سے۔ اور آویگی پیچھے میرے ایک قوم کہ بناکر پڑھین گے قرآن کو مانند بنانے راگ کے اور نوحہ کے۔ حال اونکا یہہ ہوگا کہ نہ پڑہے گا قرآن حلقون سے اونکے

یعنے قبول نہ ہوگا - اور فتنہ مین پڑے ہونگے دل اُنکے اور دل اون لوگون کے کہ اچھا معلوم ہوگا اونکو پڑھنا اُنکا - نقل کی یہہ حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان مین اور رزین نے اپنی کتاب مین -

اور روایت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا نکلے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم پڑھتے تھے قرآن اور ہم مین تھے اعرابی اور عجمی پس فرمایا پڑہو ہر ایک شخص اچھا پڑہتا ہے اور آویگی ایک قوم سیدھا کرینگے قرآن کو جیسا کہ سیدھا کیا جاتا ہے تیر جلدی کرینگے بدلے قرآن کے دنیا مین اور نرکھینگے آخرت پر نقل کی یہہ ابوداود نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین -

فائدہ قرات اعرابیون اور عجمیون کی اہل عرب کے موافق نہ تھی باوجود اس کے فرمایا حضرت نے کہ تم سب کی قراۃ اچھی اور لایق ثواب کے ہے اس لئے کہ اختیار کیا تمنے آخرت کو دنیا پر - اور تمہارے بعد ایسے لوگ آوینگے کہ سیدھا کرینگے قرآن کو جیسا کہ سیدھا کیا جاتا ہے تیر - یعنے خوب سنوارینگے الفاظ اور کلمات قرآن کو اور تکلف کرینگے مخرجون مین واسطے دکہلانے اور سنانے لوگون کے اور جلدی کرینگے بدلے قرآن کے دنیا مین اور نرکھینگے آخرت پر - یعنے دنیا کے فائدہ کے لئے پڑھینگے اور آخرت کے ثواب سے کچھ غرض نہین رکھینگے پس دنیا کو آخرت پر ترجیح دینگے اور دین کو بدلے دنیا کے فروخت کرینگے - حاصل یہہ ہے کہ قرآن کے پڑھنے مین خلوص چاہئے اور فکر کرنا اوسکے معانی مین - اور نرے الفاظ مخارج سے نکالنا او خوش آوازی سے پڑھنا کچھ کام نہین آتا -

16 اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ وہ گذرے ایک قصہ کہنے والے پر اس حالمین کہ پڑھتا تھا قرآن اور پھر مانگتا تھا یعنے لوگون سے کچھ پس اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا عمران نے یعنی اس لئے کہ یہہ بدعت ہے اور علامت قیامت کی

پہر عمران نے کہا سنا مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تہے جو شخص کہ
پڑھے قرآن پس چاہیے کہ سوال کرے اللہ سے ساتہہ قرآن کے پس تحقیق
آوینگے لوگ پڑھینگے قرآن مانگینگے بسبب قرآن کے لوگون سے
نقل کی یہہ احمد اور ترمذی نے **ف** سوال کرے اللہ سے ساتہہ قرآن کے
یعنے جو چاہے امور دنیا اور آخرت کے نہ لوگون سے یعنے اگر آیت رحمت پر یا
ذکر جنت پر پہونچے مانگے وہ اللہ تعالے سے اور اگر آیت عذاب اور ذکر دوزخ
پر پہونچے پناہ مانگے خداوند عالم سے یا مراد یہ ہے کہ دعا کرے بعد فراغ قرات کر
ساتہہ دعاؤن ماثورہ کے اور بہتر ہے کہ دعا واسطے بہلائی مومنین اور امر آخرت کی ہو
روایت ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا سنا مینے ہشام بن حکیم بن
حزام سے کہ پڑھتے سورہ فرقان خلاف اس کے کہ سنا تہا مینے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ۔ پس قریب تہا کہ جہگڑا کرون اوس سے پہر مہلت دی مینے یہانتک
کہ فارغ ہوا پڑھنے سے پہر ڈالی مینے اوس کے گردن مین چادر اور کہینچتا ہوا لایا مین
اوس کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کی مینے کہ یا رسول اللہ
یہہ پڑھتا ہے سورہ فرقان خلاف اوس کے کہ پڑھایا آپ نے مجھکو پس فرمایا
حضرت نے کہ چہوڑ اس کو اے عمر ۔ اور فرمایا ہشام کو پڑھ تو پس پڑھا ہشام نے
مثل سابق کے جو سنا تہا مینے ۔ پہر فرمایا حضرت نے اسیطرح سے اوتاری گئی
پہر فرمایا مجھکو پڑھ پس پڑہی مینے ۔ پہر فرمایا اسیطرح سے اتاری گئی ہے یہ سورۃ
یعنے هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا
مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ اسیطرح اتارا گیا ہے تحقیق یہ قرآن اتارا گیا
ساتہہ سات طرح پر پس پڑھو جو ہو سکے اس مین نقل کی یہہ بخاری اور مسلم نے اس حدیث کے
معنون مین علماء کا بہت اختلاف ہے بقریب چالیس قول کے آئی ہین ایک

قول یہہ ہے کہ یہہ حدیث متشابہات سے ہی اس کے معنے خوب طرح سے ہر کسیکو معلوم نہین۔ اور بعضون نے لکھا ہے کہ قرائتین اگرچہ سات سے زیادہ ہین لیکن رجوع کرتے ہین طرف سات وجہون کے اختلافات سے۔

پہلی وجہ اختلاف ہونا کلمہ کا ذات مین اوس کے ساتہہ زیادتی اور نقصان کے۔ دوسری وجہ تغیر ہونا ساتھ صیغہ جمع اور واحد کے۔ تیسری وجہ اختلاف مذکر و مونث کا چوتھی وجہ اختلاف تصریف حرف مانند تخفیف اور تشدید اور فتح اور کسرہ اور ضمہ کے مانند مَیْتَۃ۔ اور مَیِّتَۃ اور یَعْرِشُ اور یُعْرِشُ۔ پانچوین اختلاف حرکات کا چھٹے اختلاف حروف کا مانند لٰکِنِ الشَّیَاطِیْنَ بعضون نے پڑھا ہے ساتہہ تشدید نون کے اور بعضون نے پڑھا ہے ساتھ تخفیف نون کے۔ ساتھوین اختلاف لغات کا مانند تخفیف اور امالہ کے۔ اور بڑی کتابون مین معنی اسکی بالتفصیل لکھے گئے ہین

الحاصل اختلاف قراءت سے حکم تبدیل نہین ہوتا ہے اور اسیطرح نہین کہ ایک قراءت سے حکم حلت کا ہو اور دوسری قراءت سے حکم حرمت کا اور اسیطرح سے صحیح حدیثون سے ساتون قراءتون کا ثبوت موجود ہے چنانچہ شرح مشکوۃ مین نیچے اوس حدیث کے جو ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہے مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے تشریح کی ہے یعنے قراءت متواترہ کے انکار سے انکار قرآن کا لازم آتا ہے۔ حاصل یہ کہ انکار تو ایک کا بھی کرے لیکن کفر جو لازم آتا ہے قراءت متواتر کے انکار سے آتا ہے اور انکار احاد سے فاسق ہوتا ہے۔

---

اب ان ساتون ائمہ قراءت کا حال جو صاحب شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نظم مین تحریر فرمایا ہے لکھا جاتا ہے۔

شاطبی ۵۳۸ھ ہجری میں شاطبیہ گانوں میں پیدا ہوئے جو جزیرہ اندلس بلاد مغرب میں
ایک گانوں اور مغرب میں ایک قبیلہ رُعینؔ ہے جس میں یہہ منسوب ہیں انہوں
نے شیخ صالح ابی الحسن علی ابن ہذیل سے اندلس میں قرات حاصل کی کہ وہ
ابی داؤد سلیمان کے شاگرد ہیں اور وہ ابی عمرو دانی کے شاگرد ہیں جو کتاب
تیسیر کے مصنف ہیں شاطبی نے مصر میں بروز یکشنبہ وقت عصر ۲۸ جمادی الآخر
سنہ ۵۹۰ھ میں وفات پائی رکھا شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نظم میں

**شعر**

| | |
|---|---|
| | وَسَوْفَ تَرَاهُمْ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ<br>اور قریب دیکھیگا تو ایک کے بعد ایک |
| مَعَ اثْنَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ مُتَمَثِّلَا<br>اپنے دو دو اصحاب کے ساتھ ملے ہوئے | |

پس ہر قاری کے لئے دو دو راوی ہیں جسطرح اس شعر میں سب جمع کئے گئے ہیں

أَبِجْ دَهَزْ حُطِّي كَلِمْ نَصَعْ فَضَقْ رَسَتْ
لِكُلِّ إِمَامٍ حَرْفُ رَمْزٍ تَحَصَّلَا

مصرعہ اولے میں سات کلمہ ہیں اور ہر کلمہ میں تین حروف ہیں تو معلوم ہوا
کہ ہر کلمہ کا پہلا حرف امام کا اور دوسرا حرف پہلے راوی کا اور تیسرا حرف دوسرے
راوی کا چنانچہ تفصیل ذیل سے معلوم ہوگا۔
ابج (الف) رمز امام نافع مدنی کی ہے (ب) قالون سکا راوی اول (ج) ورش راوی دوم

دھن (د) امام ابن کثیر مکی (ھ) بزی (ن) قنبل۔
حطی (ح) امام ابو عمر بصری (ط) دوری (ی) سوسی
کلم (ك) امام عامر شامی (ل) ہشام (م) ابن ذکوان
نصع (ن) امام عاصم کوفی (ص) ابو بکر (ع) حفص
فضق (ف) امام حمزہ کوفی (ض) خلف (ق) خلاد
رست (ر) امام کسائی کوفی (س) ابو الحارث (ت) دوری

پس جس جملہ یا کلمہ مین اختلاف اعراب یا اختلاف حرف واقع ہو تو حاشیہ پر اوس لفظ اختلافی کے نیچے ان رموز مقررہ سے جو زمرہ معلوم کرلے کہ فلان امام کے نزدیک اسطرح سے جیسا کہ مٰالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کو امام عاصم کوفی اور اونکے دونون راویون نے اور امام کسائی مع اپنے ہر دو راویون کے مٰالِكِ ساتھ الف کے پڑھا ہے اور بعضے قراء کے نزدیک مَلِكِ بغیر الف کے ہے تو اوس کی شناخت مندرجہ ذیل ہے ( مَلِكِ ا ح ك ف )

اب ناظرین پر اونکی اصلی حالت کا انکشاف ضرور رہے۔

پہلے سب سے امام نافع خلف عبد الرحمن بن ابی نعیم لیثی مدنی کنیت ابو رویم طبقہ تابعین سے ہے اصل انکی اصفہان اور دار الہجرت مدینہ طیبہ کے امام ہین انہون ستر تابعین سے پڑھا ہے اُن مین سے ابو جعفر یزید بن قعقاع اور عبد الرحمن بن ہرمز اور شیبہ بن نصاح اور مسلم بن جندب ہندلی اور یزید بن رومان ہین۔ اور اُن پانچون نے پڑھا ہے ابو ھریرہؓ اور ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے اور اُن دونون نے پڑھا ہے ابی بن کعب رضی اللہ تعالے عنہ سے اور ابی بن کعب نے پڑھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پس قرأت امام نافع کی تین واسطون سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے ولادت نافع کی سنہ

مین ہوئی تھی اور مدینہ منورہ کے امام الناس تھے فن قرات مین لوگون کا
اجماع انہین پر تھا۔ قریب ستر برس کے لوگون کو تعلیم قرات کرتے رہے۔
نقل ہے سعد بن منصور سے کہ کہا سعد نے سنا مینے مالک ابن انس سے یون
فرماتے تھے کہ قرات اہل مدینہ کی سنت ہے کسی نے پوچھا کہ وہ قرات نافع
کی ہے فرمایا ہان۔ اور کہا عبد اللہ بن احمد حنبل نے مین نے اپنے والد سے
پوچھا کہ کون سی قرات خوش نما ہے فرمایا کہ قراۃ اہل مدینہ کی۔ پھر پوچھا مینے
کہ اگر قرات اہل مدینہ کی میسر نہ آوے۔ فرمایا قراۃ امام عاصم کوفی کی۔ اور امام نافع
جس وقت کلام کرتے تھے دہن سے مشک کی خوشبو آتی تھی کسی نے پوچھا
کہ آپ ہمیشہ خوشبو لگاتے ہین۔ فرمایا نہین لیکن مینے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ کچھ پڑھ کر میرے منہہ مین دم کر گئے اسوقت سے یہہ
خوشبو میرے منہہ مین آتی ہے اسی جہت سے عرب لوگ ان کو کریم السر فی الطیب
کہتے تھے چنانچہ صاحب شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| فَاَمَّا الْکَرِیْمُ السِّرِّ فِی الطِّیْبِ نَافِعٌ | فَذَاکَ الَّذِیْ اخْتَارَ الْمَدِیْنَۃَ مَنْزِلَا |
| یعنے بزرگ بھید والا خوشبوی کے امام نافع ہین | یہہ وہ ہین کہ مدینہ کو اپنی منزل بنائی ہے |

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے انہین سے قرأت سیکھی تھی اور امام نافع نے
زیادہ تر علم اعرج سے حاصل کیا تھا اور حدیث کے روایتین بھی زیادہ انہی سے
کرتے ہین اور وفات امام نافع کی ہادی باللہ کے زمانے مین سنہ ١٦٩ھ
مدینہ طیبہ مین علی الصحیح ہوئی عمر (٩٩) سال پاکر جنت البقیع مین مدفون ہوئے۔
ان کے دو راوی ہین اول ابو موسی عیسی بن مینا لقب قالون نافع کے شاگرد ہین
قالون لغت رومی مین جید کو کہتے ہین پس بسبب جودۃ قراۃ کے ملقب

بقالون ہوئے اور ایسے بہرے تھے کہ بندوق کی آواز سنائی نہین دیتی تھی مگر بزور کرامت قرأت قرآن کی برابر پڑھتے پڑھاتے رہے۔

دوسرے راوی ورش نام اونکا عثمان ورش لغت مین سفید رنگ کو کہتے ہین مصر سے قرأت قرآن کے لئے امام نافع کی خدمت مین حاضر ہوکر مدت تک قرآن پڑھا اور بعد مراجعت بیالیس سال تک لوگون کو قرآن پڑھاتے رہے اور وہین انتقال کیا۔

اب یہان راویون کی کیفیت چھوڑکر بنظر اختصار صرف ایمہ قرأت کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

دوسرے امام عبداللہ ابن کثیر مکی جسطرح صاحب شاطبی نے تحریر فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| وَمَكَّةُ عَبْدُ اللهِ فِيهَا مَقَامُهُ | هُوَ ابْنُ كَثِيرٍ كَاثِرُ الْقَوْمِ مُعْتَلَا |
| اور مکہ عبداللہ کا مقام ہے | اور وہ ابن کثیر سب قوم کے سردار ہین |

یہہ طبقہ تابعین مین شامل ہین فن روایت مین صدوق ہین صحاح مین انکی روایتین موجود ہین۔ اور یہہ عمر بن علقمہ صحابی کے مولا ہین اور اصل انکی فارس ہے اور حضرت عبداللہ ابن سائب مخزومی صحابی کے اور حضرت ابی بن کعب اور مجاہد بن جبیر اور عبداللہ ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے قرآن پڑھا ہے اور سنہ ۴۵ھ مین حضرت معاویہ کے زمانہ مین مکہ مین پیدا ہوئے اور عراق مین مدت تک جاکر رہے اور پہر مکہ مین سنہ ۱۲۰ھ ہشام ابن عبدالملک کے زمانہ مین انتقال کیا۔

تیسرے امام ابوعمرو بصری مازنی ہین جسطرح صاحب شاطبی نے تحریر فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| وَأَمَّا الْإِمَامُ الْمَازِنِيُّ صَرِيحُهُمْ | أَبُو عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ فَوَالِدُهُ الْعَلَا |
| یعنے امام مازنی ابوعمرو بصری ہین | اور ان کے والد کا نام علا ہے |

یہہ حجاز اور عراق مین صرف تابعین کے شاگرد ہین یعنے ابن کثیر اور مجاہد اور سعید بن زبیر اور یہہ سب عبد اللہ ابن عباس کے شاگرد ہین اور یہہ حضرت ابی کے اور یہہ امام مانی مکہ مین زمانہ عبد الملک ۴۵ھ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے - انہون نے ثقات تابعین سے علم حاصل کیا - علم نحو اور عربیت اور فن قراءت مین ان کا کوئی نظیر نہ تھا - انکی روایتین کتاب القدر ابوداود اور ابن ماجہ اور تعلیقات صحیح بخاری مین موجود ہین - اور بصرے مین انکا نشو ونما ہوا اور کوفہ مین منصور کے زمانہ مین یا اوس سے دو برس پیشتر ۱۵۴ھ یا ۱۵۵ھ مین وفات ہوئی - اور یہہ تیسرے امام ابن عامر دمشقی ثقات تابعین سے ہین -

| | |
|---|---|
| ۱ | وَاَمَّا دِمَشْقُ الشَّامِ دَارُ ابْنِ عَامِرٍ<br>یعنے دمشق شام کے ابن عامر ہین |
| فَتِلْكَ بِعَبْدِ اللّٰهِ طَابَتْ مُحَلَّلَا<br>عبد اللہ ہین اور بہت اچھا ہے ان کا وطن | ۲ |

عبد اللہ ابن عامر دمشقی مغیرہ ابن شہاب کے شاگرد ہین اور وہ حضرت عثمان رضٰ کے شاگرد ہین - اور ابن عامر ابو الدرداءؓ صحابی کے بھی شاگرد ہین اور مشہور ہے کہ اصحاب حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ سے انہون نے علم قراءت کیا تھا صحیح مسلم اور ترمذی مین ان کے روایتین موجود ہین - اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو برس پہلے رحاب گانون مین پیدا ہوئے اور دمشق مین چلے گئے اور ہشام ابن عبد الملک کے زمانہ مین ۱۱۸ھ مین عاشورہ محرم کے روز وہین وفات پائی -

پانچوین امام - عاصم کوفی ہین اور کوفہ مین دو امام اور بھی ہین جن کا ذکر

آگے آویگا - جس طرح صاحب شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔

وَبِالْكُوفَةِ الْغَرَّاءِ مِنْهُمْ ثَلَاثَةٌ

اَذَاعُوا فَقَدْ ضَاعَتْ شَذًا وَقَرَنْفُلَا

یعنی کوفہ روشن مین تین امام ہین پہیلایا علم کو جیسا کہ عود اور لونگ کی خوشبو پہیلتی ہے یعنی ایہ قرارت کے تین امام کوفہ کے رہنے والے ہین۔ عاصم۔ حمزہ کسائی۔ حمزہ اور کسائی کا حال آگے آویگا۔ عاصم کے باپ ابوالنجود ہین اور عاصم تابعی ہین فن روایت مین حجت سمجھے جاتے ہین۔ انکے راوی بھی طبقہ تابعین کے اکابر تھے صحیحین مین بہی ان کی روایتین بطور شواہد اور متابعات کے ہین امام احمد کا قول ہے کہ وہ ثقہ تھے اور ہمنے انہین کی قرات اختیار کی ہے۔ اور عاصم عبد اللہ ابن حبیب سلمی اور زر بن حبیش اسدی کے شاگرد ہین اور یہہ دونون حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عبد اللہ ابن مسعود اور ابی ابن کعب اور زید رضوان اللہ عنہم کے شاگرد ہین اور یہہ کوفہ مین یا سماوہ مین سنہ ۱۲۰، ۱۲۸، ۱۲۹ مین زمانہ مروان دوم مین انتقال کیا ہے اور ایک حفص جنکی قرات یہان مشہور ہے انہین کے شاگرد ہین دوسرے شعبہ جنہون نے چوبیس ہزار ختم قرآن ایک جگہ بیٹھ کر کیا ہے اور مشہور ہے کہ پچاس برس تک فرش پہ نہین لیٹے۔ چنانچہ ان دونون کی تعریف مین صاحب شاطبی نے لکھا ہے

وَذَاكَ ابْنُ عَيَّاشٍ اَبُوبَكْرِنِ الرِّضَا

اور یہ شعبہ ابوبکر ابن عیاش بن سالم کوفی ہین

وَحَفْصٌ وَبِالْاِتْقَانِ كَانَ مُفَضَّلَا

دوسرے حفص ہین کہ مضبوطی علم مین صاحب فضل ہے

شعبہ نے امام عاصم سے پانچ پانچ آیتین مانند بچون کے قرآن شریف پڑھا
اور امام عاصم رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت مین تیس سال کی عمر مین آئے تھے۔
اور دوسرے شاگرد حفص ابن سلیمان کوفی ابو عمرو ہین اور یہ نسبت شعبہ کے
یہ عمدہ قاری ہین اسیواسطے شاطبی نے کہا ہو کہ وَبِالْاِتْقَانِ کَانَ مُفَضَّلاً
یعنے امام عاصم کی قرات مین صاحب فضل تھے۔
چھٹے امام۔ حمزہ کوفی ہین جسطرح صاحب شاطبی نے تحریر فرمایا ہے۔

| | |
|---|---|
| | وَحَمْزَةُ مَا اَزْكَاهُ مِنْ مُتَوَرِّعٍ<br>اور حمزہ بہت بڑے پرہیزگار |
| اِمَامًا صَبُورًا لِلْقُرْاٰنِ مُرَتِّلاً<br>امام صبر والے قرآن شریف کے ترتیل والے | |

حمزہ ابن حبیب زیات کوفی ابو عمارہ ہین قرآن شریف اجرت سے کبھی
نہین پڑھا اور رات تمام تلاوت مین گذاری۔ کوئی اونکے پاس ایسے
وقت مین نہین گیا کہ وہ قرآن نپڑہتے ہون ۔ اور یہ کبار اتباع تابعین مین
شامل ہین انہون نے عاصم اور اعمش اور سبیعی اور منصور رحمتہ اللہ علیہم سے
جو طبقہ تابعین مین شامل ہین علم قرات حاصل کیا۔ اور اعمش نے یحیی بن
وثاب سے اور وہ علقمہ سے اور وہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے
حمزہ زمانہ عبدالملک سنہ ۸۰ھ مین پیدا ہوے بلکہ یہی سال ولادت
حضرت امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی ہے۔
امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کہا کرتے تہے کہ قرآن اور علم فرائض مین حمزہ سب پر
غالب ہوگیا۔ سفیان ثوری کا قول تہا کہ حمزہ نے کوی حرف بغیر آثار صحابہ کے نہین پڑھا

بخاری کے سوا صحاح کے باقی کتابون میں انکی روایتین موجود ہین۔
ابن فضیل کا قول تھا کہ اللہ تعالے کوفہ کی بلا حمزہ کے سبب سے
دفع کرتا ہے اور حمزہ نے محمد ابن ابی لیلے سے پڑھا ہے جو ابی المنہال
شاگرد ہین اور ابی المنہال سعید ابن جبیر تابعی کے شاگرد ہین اور وہ
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہین اور عبداللہ
حضرت ابی ابن کعب رضہ کے اور حمزہ نے حمران ابن اعین سے بھی
پڑھا ہے جو ابی الاسود کے شاگرد ہین اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے
عنہ کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کے شاگرد ہین اور انتقال حمزہ کا
زمانہ منصور یا مہدی مین ۱۵۴ یا ۱۵۸ ہجری موضع حلوان مین ہوا
ساتھوین امام کسائی کوفی ہین جسطرح صاحب شاطبی نے فرمایا ہے

وَاَمَّا عَلِیٌّ فَالْکِسَائِیُّ نَعْتُہٗ
لِمَا کَانَ فِی الْاِحْرَامِ فِیْہِ تَسَرْبَلَا

علی نام ہے اور کسائی اونکا وصف ہے کیونکہ احرام مین ایک چادر کا
قمیص اور پاجامہ بنا رکھا تھا۔ یہہ ابو الحسن علی ابن حمزہ امام نحو کے بھی ہین
اصل انکی ملک فارس سے ہے اور حمزہ زیات کے شاگرد ہین اور عیسیٰ ابن
عمر کے بھی شاگرد ہین۔ جو طلحہ ابن مصرف کے شاگرد ہین اور یہہ
ابراہیم نخعی کے اور یہہ علقمہ کے اور یہہ عبداللہ ابن مسعود
رضی اللہ تعالے عنہا کے شاگرد ہین ستر برس کی عمر پاکر
ملک رے کے ایک گانون رنبویہ مین ۱۸۹ھ
زمانہ ہارون رشید مین انتقال کیا۔

# دوسری فصل علم تجوید وغیرہ کے بیان میں

تجوید تمہید کے وزن پر ہے اور از روئے اصطلاح اور لغت کے وہ ترتیل کے ساتھ مترادف ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت کا سورۂ مزمل میں نافذ ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ یعنے کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف صاف یعنے ہر حرف کو قرات کے ساتھ موافق قاعدہ تجوید کے پڑھ۔ چنانچہ شیخ محمد جزری رحمت اللہ علیہ کا قول بھی اسی محل پر ترتب ہے۔

## نظم

| | |
|---|---|
| وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ | مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ |
| اور لینا یعنی سیکھنا تجوید کو اور اوس پر عمل کرنا لازم ہے | اور جو شخص قرآن کو تجوید سے نہ پڑھے وہ نافرمانی کرنے والا ہے |

یعنے اپنی قرات میں گنہگار ہے نافرمانی کرنے کے سبب سے۔

| | |
|---|---|
| لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا | وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا |
| البتہ تحقیق اس قرآن کو ساتھ اس قرات کے اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے | اسیطرح اوس قرارت کے ساتھ طرف ہمارے ملنا |

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ تجوید قرآن شریف کی ہر شخص پر لازم ہے چنانچہ فتاوے کبیری میں بھی جو بہت بڑی معتبر کتاب ہے مندرج ہے۔ لَا يَجُوْزُ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ لِلَّذِيْ لَيْسَ لَهٗ اَدَاءٌ مُسْتَقِيْمٌ اِلَّا اِذَا اعْرَضَ دِيَانَتَهٗ نَفْلٌ ؛ وَلَا يَجُوْزُ تَرْكُ الْفَرْضِ بِجِهَةِ النَّفْلِ وَيَجُوْزُ تَرْكُ النَّفْلِ بِجِهَةِ الْفَرْضِ یعنے نہیں جائز ہے تلاوت قرآن کی اس شخص کیلئے

جو نہیں جانتا ہے ادائی اوس کی۔ کیونکہ ادائی قرآن کی فرض ہے اور تلاوت اوس کی نفل ہے۔ اور نہیں جایز ہے چھوڑ دینا فرض کا نفل کے واسطے بلکہ جایز ہی چھوڑ دینا افضل کا فرض کے لئے۔

پس تجوید کے معنی ادائی حروف ہے سات صفات حروف اور معرفت الوقوف کے بیا ہے کہ کلام اللہ شریف کو موافق قرأت قراء عرب کے پڑھے نہ مانند عام عربونکے جو اعرابی ہین۔ کہ قال کو گال پڑھتے ہین۔

پہلی فصل مین جو احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم لکھے گئے ہین وہ ناظرین کے لئے کافی اور وافی ہین۔ اور رُبَّ تَالِی الْقُرْاٰنَ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُهٗ غلط خوانان قران کے لئے ہے۔ حکم قرات کے چار ہین یعنے تجوید بقدر (مَا یَجُوزُ بِهِ الصَّلٰوۃُ) فرض ہے خواہ ایک آیت طویل یا تین آیتین قصیر ہون۔ اور یہہ حکم خاص ہر مکلف کے لئے ہے۔ اور قرات بمقدار سورہ فاتحہ اور ضم سورہ کے یعنے بمقدار قرات واجبہ کے واجب ہے اور بمقدار چالیس آیتون کے کہ جسقدر قرات نماز صبح مین پڑھنا سنت ہے تو تجوید بھی اسقدر سنت ہے۔ اور تجوید تمام کلام اللہ شریف کی اور ترتیل القرآن یعنے پڑھنے والے کے مستحب ہے۔ چنانچہ تفسیر احمدی مین بمقام وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کے لکھا ہے کہ اَلتَّجْوِیْدُ فَرْضٌ فِی الصَّلٰوۃِ تَفْسُدُ بِدُوْنِهٖ لِاَنَّهٗ مَامُوْرٌ بِهٖ۔ یعنے نماز مین تجوید فرض ہے اور بغیر تجوید کے نماز فاسد ہوتی ہے۔ اور یہہ حکم اوسپر ہی جو مامور ہے ساتہ نماز کے۔

پس ہر شخص کو لازم ہے کہ قرآن مجید کو موافق تجوید کے پڑھے کہ ثواب عظیم ہے۔ ورنہ کوشش کا رائیگان کرنا ہے۔ یعنے بغیر ادائی قرات کے پڑھنا قرآن انکو کچھ نفع نہیں دیتا۔ اگر معنی بھی تجوید کے ساتہ

جانتا ہو تو کچھ اور ہی لطف کی بات ہے۔ بہرحال تھوڑی مشقت سے ایک عمدہ پونجی ہاتھ لگتی ہے۔ نہ صرف دنیا بلکہ آخرت مین اس کے لئے فواید عجیبہ مترتب ہوتے ہین۔ ادنی یہ ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ جبتک قاری تلاوت قرآن شریف کی کرتا رہتا ہے ملائکہ اوس کا طواف کرتے ہین مانند بیت اللہ کے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ملائکہ خود مشتاق سننے قران کے ہین

## تیسری فصل نون ساکن اور تنوین کے بیان مین

نون ساکن وہ نون ہے جو جسم رکھتا ہو یعنے ساکن ہے بسبب سکون کے جیسے (اَنْ) اور تنوین دو زبر دو زیر دو پیش کو کہتے ہین جیسے رَبٌّ چونکہ نون ساکن کا مخرج خیشوم یعنے ناک کے جڑ سے اور نون متحرک کا مخرج ذلاقہ ہے یعنے وسط زبان سے نکلتا ہے جیسے لَنَسْتَعِیْنُ۔ تو نون متحرک کو ناک سے کچھ علاقہ نہین ہے مگر نون ساکن کی حالت بھی ہر وقت بدلی جاتی ہے کبھی اظہار اور کبھی اخفا اور کبھی ادغام اور کبھی قلب ہوا کرتا ہے جسطرح ذیل مین مذکور ہے۔

پس نون ساکن اور تنوین کا حکم ایک ہی ہے کیونکہ آواز ساکن کی (بَنْ) اور تنوین کی (بٌ) ایک سی جاتی ہے۔ نون ساکن اور تنوین کے پانچ احکام ہین۔ اظہار۔ اخفا۔ ادغام مع الغنہ ادغام بلاغنہ۔ قلب پہلا اظہار چھہ حروف حلقی مین ہوا کرتا ہے قاعدہ اس کا یہ ہے کہ جب نون ساکن یا تنوین کے بعد منجملہ چھہ حروف حلقی سے کوئی حرف آوے تو وہان نون ہو تو نون کو اور تنوین ہو تو تنوین کو ظاہر کر کے پڑھین یعنے

آواز نون کی ناک میں پہنچانے دیں مراد اظہار سے نون کو خوب ظاہر کرکے پڑھنا ہے چھ حروف حلقی یہ ہیں۔ ہمزہ۔ ھ۔ ع۔ ح۔ غ۔ خ۔ ان چھ مثالیں نون ساکن کی اَنْ اَسَاءْتُمْ نون ساکن کے بعد جب نطق کئے تو اَسَاءْتُمْ کا ہمزہ موجود ہے اور وہ حلقی ہے تو نون کو ظاہر کرکے پڑھے۔ اِنْ هَدَيْنَا۔ اِنْ عَلِمْتُمْ۔ اِنْ حَكَمْتُمْ۔ يَنْغَضُونَ۔ اِنْ خَرَجْتُمْ۔ ان پانچوں مثالوں میں وہی عمل موجود ہے کہ نون ساکن کے بعد حلقی حرفوں سے حروف موجود ہیں اب تنوین کی مثالیں دیکھو۔ بَغْتَةً۔ اَوْجُهٌ۔ سَلٰمٌ هِيَ۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا۔ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي ذَرَّةٍ خَيْرًا

فائدہ اکثر قرآن میں جس جگہ اظہار ہوتا ہے نون ساکن اور تنوین پر تین نقطے لکھتے ہیں تا پڑھنے والے کو معلوم ہو کہ یہاں قاعدہ اظہار کا جاری کرنا چاہئے۔

دوسرے اخفا۔ اخفا لغت میں اس کے معنے چھپانا اور اصطلاح قرا میں پوشیدہ کرنا ہے نون ساکن اور تنوین کا بعد پندرہ حروف اخفا کے اور اخفا خفی آواز ناک میں لیجانے کو کہتے ہیں پس لازم ہے کہ جب نون ساکن اور تنوین کے بعد منجملہ ان پندرہ حروف اخفا سے کوئی حرف آوے تو وہاں باشتمال ارادہ اپنے کے خفی آواز ناک میں لیجانا چاہئے اخفا کے پندرہ حروف یہ ہیں۔ تا۔ ثا۔ جیم۔ دال۔ ذال۔ زا۔ سین۔ شین۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا۔ فا۔ قاف۔ کاف۔ اور بعض آسانی مبتدیوں کے ان کا مجموعہ لکھا جاتا ہے تا بخوبی ضبط ہو جائے۔

سَنَجْزِ صَدَقَ نَتَقِ ضَطَطٍ شُدَّ خفی آواز کی ترکیب اوپر ذکر کی گئی ہے اب مثالین اسکی دیکھو۔

| تنوین کی مثالین | نون ساکن کی مثالین |
| --- | --- |
| جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مَاۤءً ثَجَّاجًا | لَنْ تَنَالُوا مِنْ ثَمَرَةٍ |
| خَلْقٍ جَدِیْدٍ مَاۤءٍ دَافِقٍ | مِنْ جِبَالٍ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ |
| عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا | مُنْذِرِیْنَ یُنَزِّلُ |
| زُلْفَةً سِیْئَتْ لِنَفْسٍ شَیْئًا | یَنْسِلُوْنَ مِنْ شَیْءٍ |
| رِجَالٌ صَدَقُوا کُلًّا ضَرَبْنَا | یَنْصُرُوْنَ بِمَنْ ضَلَّ |
| قَوْمًا طَاغِیْنَ قَوْمًا ظَالِمِیْنَ | مِنْ طِیْنٍ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ |
| کِتَابًا فَذُوْقُوْا شَاعِرٍ قَلِیْلًا | یُنْفِقُوْنَ یَنْقُضُوْنَ |
| فِیْ یَوْمٍ کَانَ | مَنْ کَانَ |

تیسرا ادغام مع الغنہ۔ ادغام ایک کو دوسرے مین ملانا پہلا حرف ساکن دوسرا متحرک ہو اور اہل صرف نے ادغام کی تعریف یون لکہی ہے

اَلْاِدْغَامُ اِدْخَالُ حَرْفٍ فِیْ اٰخَرَ بِحَیْثُ یَتَکَلَّمُ بِهِمَا دَفْعَةً وَاحِدَةً یعنے ادغام اسکو کہتے ہین کہ ایک حرف کا دوسرے حرف مین اسطرح داخل کردینا کہ اون دونون کے ساتھہ یکبارگی تکلم کیا جاوے جیسے مَدَّ مین دال کا ادغام دوسری دال مین ہوا ہے۔ دیکھو مَدَّ اصل مین مَدَدَ دو دال کے ساتھہ تھا اس لئے پہلی دال کو ساکن کرکے

دوسری دال مین ملا کر اسطرح پڑھتے ہین کہ دونون دال یکبارگی بولے جاتے ہین۔ پس معلوم ہوا کہ ادغام مین دو حرفون کا ہونا ضرور ہے اس لئے پہلے حرف کو مُدغَم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہین۔ اور ادغام کے لغوی معنے ایک شئے کو دوسرے مین داخل کرنا ہے جسطرح مقولہ عرب ہے کہ اَدْخَلْتُ اللِّجَامَ فِی فَمِ الفَرَسِ۔ یعنے داخل کی مینے لگام گھوڑے کے منھہ مین پس لغت اور اصطلاح دونون مطابق ہوگئے

ادغام دو طور پر ہے ایک ادغام کبیر دوسرا ادغام صغیر ادغام کبیر دو حرف ہمجنس مین ہوتا ہے۔ اور دو حرف متحرکون مین سے پہلے کو ساکن کرکے دوسرے مین ادغام کرنے کو ادغام کبیر کہتے ہین جو اوپر کی مثال مَدَّ سے ظاہر ہو چکا ہے۔

اَب رہا ادغام صغیر وہ دو حرف قریب المخرج مین ہوتا ہے جیسے اَلرَّحْمٰنُ چونکہ لام اور را قریب المخرج ہین۔ دیکھو لام کو جو پہلے ہی ساکن ہے را کر کے دوسرے را مین ملا دئے یعنے ادغام کئے۔ ادغام صغیر مین مدغم پہلے ہی ساکن ہوتا ہے ادغام کے وقت ساکن کرنے کی ضرورت نہین اس لئے وہ صغیر کہلاتا ہے کیونکہ اس مین تصرف کم ہوتا ہے بخلاف ادغام کبیر کے کہ اومین پہلے متحرک کو ساکن کرنا پڑھتا ہے پہر ساکن کو مدغم کرنا ہوتا ہے اس لئے اوس کو کبیر کہتے ہین۔ ادغام کی تعریف اور حقیقت کُلی تو معلوم ہوگئی اور جملہ اقسام ادغام خاتمہ کی نوین فصل مین موجود ہین۔

اب غُنّہ کا حال سُنئے کہ اہل عرب نے تعریف غُنّہ کی یون کی ہے۔ صَوْتٌ یَخْرُجُ مِنَ الْخَیَاشِیْمِ یُشْبِہُ صَوْتَ الْغَزَالَۃِ الَّتِیْ یَحِنُّ عَلٰی وَلَدِھَا مُمْتَدٌ بِقَدْرِ اَلِفٍ۔ یعنے غُنّہ کیا ہے

ایک آواز ہی جو نکلتا ہے خیشوم یعنے دو نون سوراخ سے ناک کے اور وہ آواز غنہ مشابہ ہوتا ہی ساتہہ بچہ ہرن کے کہ روتا ہے بسبب گرسنگی کے اپنی مان کے پاس اور وہ آواز غنہ کہیچا جاتا ہے اندازہ مین ایک الف کی اب ملاحظہ کیجئے ادغام مع الغنہ کی حقیقت جبکہ منجملہ حروف مجموعہ (یُومِنُ) سے اگر کوی حرف بعد نون ساکن اور تنوین کے آوے تو وہان قاعدہ ادغام مع الغنہ کا جاری کرنا چاہیئے۔

| | |
|---|---|
| نون ساکن کی مثالین | عَنْ يَدٍ مِنْ وَّلِيٍّ مِنْ مَّالٍ مَنْ نَّشَآءُ |
| تنوین کے مثالین | يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ |

پس نون ساکن اور تنوین کو بہ مقدار ایک الف کے کھینچے اور آواز ناک مین لیجاوے بسبب غنہ کے۔

چوتھا ادغام بلاغنہ یعنے صرف ایک حرف کو دوسرے مین ملانا بغیر تعلق آواز غنہ کے اس کے دو حرف ہین را لام جب نون ساکن اور تنوین کے بعد ان دونون حرفون مین سے کوی حرف آوے مثلاً مِنْ رَّبِّهِمْ مِنْ لَّدُنَّا غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ تو ادغام بلاغنہ جاری کیا جاوے۔

**فائدہ** خلاصہ یہہ کہ مجموعہ ادغام کے حرفون کا یہہ ہے (يَرْمَلُوْنَ) منجملہ مجموعہ یُومِنُ) مین ادغام ہوتا ہے غنہ کے ساتھہ اس لئے اوسکو ادغام مع الغنہ کہتے ہین۔ اور مجموعہ (لَرْ) مین صرف ادغام ہوتا ہے بغیر غنہ کے چنانچہ ان دونون کی مثالین اوپر گذر چکین ہین ان دونون قاعدون کے لئے دو کلمون کا ہونا شرط بھی ہے یعنی پہلے

مین نون کا ہونا اور دوسرے کلمہ مین وہ حرف ادغامی کا ہو تاکہ جسکی وجہ سے
ادغام کیا جاتا ہے - اگر ایک ہی کلمہ مین نون اور حرف ادغام جمع ہو جاوین
تو قاعدہ ادغام کا جاری نکیا جاویگا - بلکہ یہہ موقع ادغام سے مستثنیٰ ہے
جسطرح بُنْیَانٌ - دُنْیَا - صِنْوَانٌ - قِنْوَانٌ دیکھو اگر اسموقع پر قاعدہ
ادغامی کو جاری کرین تو کلمہ مین رکاکت پیدا ہو جائیگی -

پانچوان قلب قلب کہتے ہین ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنے کو
لیس وہ حرف با ہے جب نون ساکن اور تنوین کے بعد یہہ حرف با آوے
تو وہان نون ساکن اور تنوین حرف میم سے تبدل ہو جاوے جسطرح
مِنْ بَعْدِ - اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا اس لئے بعض مصاحف مین حرف با پر
باریک سیم لکہتے ہین تا دلالت کرے وہ اوپر قاعدہ قلب کے - چنانچہ صرفیون کے
نزدیک اس قاعدہ کو ابدال ئی کہتے ہین اور تعریف ابدال کی اہل صرف نے
یون لکھی ہے اَلْاِبْدَالُ وَضْعُ حَرْفٍ مَکَانَ حَرْفٍ یعنے ابدال کیا ہے
رکھنا ایک حرف کا دوسرے حرف کی جگہ مین جیسے رَأْسٌ کو جو ہمزہ
ہے الف کے ساتھہ کہنا جیسے رَاسٌ وجہ اسکی یہہ ہے کہ رَأْسٌ کے ہمزہ کو
ثقیل جانکر اوسکی جگہ الف رکھکر خفیف کرلیا - ابدال کے بہی دو قسم ہین
ایک سماعی - جیسے اَهْلٌ کے ہا کو الف سے بدل کرکے آلٌ کہنا - اور دوسرا
قیاسی - جیسے رَأْسٌ کے ہمزہ کو الف سے بوجب قانون اہل صرف کے
بدل کرنا - اہل تجوید کے نزدیک جو قاعدہ قلب کی حالت تھی اوپر یہ تفصیل
بیان کی گئی کہ نون اور تنوین کو حرف میم سے بدل کرتے ہین مگر اہل صرف
نے قلب کے تعبیر انقلاب سے بھی کی ہے یعنے حرف مقدم کو موخر اور موخر کو
مقدم کرنا جسطرح جَائِئٌ کو بتقدیم ہمزہ (در بنا خیر) یا جَائِیٌ پڑھنا

اور عرفاً اس کو قلب مکانی بھی کہتے ہین۔

## چوتھی فصل مد کے بیان مین

حروف مدہ تین ہین واؤ الف یا جب ان حروف مدہ کے حرکت ماقبل ان کے جنس کے ہو یعنے واو ساکن کے قبل پیش اور الف ساکن کے قبل زبر اور یا ساکن کے ماقبل زیر تو اس صورت مین ضرور مد ہوگا مد طبعی۔ طبعی سے مراد یہہ ہے کہ طبیعت اوس حرف کی مقتضی مد کی ہے اور اس مد طبعی کا اندازہ بمقدار ایک الف کے ہے کشش مین۔ اور ایک الف سے مراد ایک انگلی کشادہ کو بند کرنا یا بند کو کشادہ کرنا ہر حال توسط مین۔ نہ اسقدر جلدی کرے اور نہ اسقدر تاخیر۔ اہل لغت نے مد کی معنے کہینچنا۔ اور اصطلاح قرا مین کہینچنا آواز حرف مدہ کا سبب نزدیک ہمزہ اور سکون کے اس کے یہہ معنے ہوئے کہ اول حروف مدہ کا ساکن ہونا اور ماقبل اوس کے حرکت اوسی کی جنس سے ہونا جسطرح اوپر گذرا۔ اور بعد اوس کے ہمزہ کا آنا یا سکون کا اسکی تشریح ذیل ہے دراصل مد کے تین قسم ہین۔ پہلے مد لازم۔ دوسرا مد واجب۔ تیسرا مد جایز

مد لازم وہ ہے کہ جمع ہون اوس مین دو ساکن اصلی مثل ضَآلِّیْنَ اور دَآبَّۃٌ۔ اور صٓ اور قٓ وغیرہ کے بعضون نے اس کو مد المحجز اور بعض کے نزدیک مد سکون مدغمی ہے اور یہہ سکون مدغمی کی اصطلاح اہل ہند کی ہے اہل عرب اس کو مد المحجز اور لازم کہتے ہین۔

دوسرا۔ واجب۔ واجب وہ ہے کہ شرط مد اور سبب مد ایک کلمہ مین جمع ہون

شرط مد وہی حروف مدہ ہین اور سبب مد حروف مدہ کے ساتھ ایک ہی
کلمہ مین ہمزہ کا آنا ہے اور اسیکو مد التمکین کہتے ہین جیسے ۔ وَالسَّمَآءِ ۔ اور
عرفاً یہہ مد متصل سے مشہور ہے کہ حرف مدہ اور ہمزہ ایک ہی کلمہ مین جمع
ہین ۔ ان مدون کے کشش تین الف تک ہے ۔

تیسرا مد جایز یعنے شرط مد ایک کلمہ مین ہو اور سبب مد دوسرے کلمہ مین جیسے
بِمَآ اُنزِلَ ۔ اسیکو مد الفصل کہتے ہین اسکی کشش نزدیک امام عاصم کے
موافق واجب کے ہے ۔ اور نزدیک قالون یعنے راوی امام نافع کی
دو وجہ سے ہے قصر یہ مقدار ایک الف اور مد بمقدار دو الف کے ۔
اور سواے اس کے صاحب شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے مد کے دس وجہ
بیان فرماے ہین یہہ تین وجوہ مذکورہ بالا کے سوا سات وجہ اور بھی
ہین ۔ پہلے مد العدل باوجود دونون ہمزہ بدلنے کے مد ہوتا ہے مثل
ءَاَنذَرْتَهُمْ یہہ مذہب ورش وغیرہ کا ہے ۔

دوسرا مد الرُّوم جیسے هَآؤُمُ ۔ تیسرا مد الفرق کہ استفہام اور غیر
استفہام کے تمیز کے لئے مثلاً آلذَّكَرَيْنِ ۔ چوتہا مد بنیہ کہ کلمہ کی بنا
اسی سے ہے جیسے دُعَآءً وَنِدَآءً پانچوان مد مبالغہ جو تعظیم کے لئے ہے
مثل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جب لفظ اللہ پر وقف کرین تو ضرور تعظیم کے لئے
مد کرنا چاہئے کہ مد سے نہ تعظیم حرف بلکہ اسم جلالہ کی تعظیم اور شان پائی جاتی
ہے چنانچہ اس کے پُر اور باریک پڑھنے کا حال بھی آیندہ کے فصل مین
مذکور ہے ۔ چھٹا مد البدل جو بدل ہو مثل اٰمَنَ کہ ہمزہ ثانیہ الف
سے بدل گیا ۔ عاصم کے پاس یہہ مد طبعی ہے مگر ورش کی پاس مد البدل کو تین طور سے
پڑھتے پہلے قصر دوسرا توسط تیسرا طویل یعنے بہ مقدار ایک الف اور

دو الف اور تین الف کے ساتوان مدّ الاصل یعنے اصلی ہونا ہمزہ کا مثل جَاۗءَ شَاۗءَ گو یہہ مد متصل ہے لیکن اقسام مد مین تفصیل اسطرح کی جاتی ہے۔ جب ان اقسام سے وقفیت حاصل ہوئے تو تلاوت قرآن مین حلاوت پیدا ہوتی ہے اور کتب اردو وغیرہ مین جو مد فواتح علحدہ کرکے لکھا ہے اسکی کچہ اصل نہین ہے وہ مد لازم مین ابتداءً شمار کئے گئے ہین غور کرنے سے یہہ عقدہ خود بخود کھل جاتا ہے اور یہی حال مد سکون عارضی کا ہے کہ مد اول مین شامل ہے عارضی اسلیئے کہتے ہین کہ وقف کی حالت مین مد کرتے ہین اور وصل کی حالت مین مد نہین کرتے جیسے نَسْتَعِيْنُ يُؤْمِنُوْنَ اور مد سکون لین کی ایسی حالت ہے جب وقف کرین تو مد کرین بسبب سکون حرف موقوف علیہ کے اور وصل کی حالت مین مد کرنا ضرور نہین ہے جیسے وَالصَّيْفِ خَوْفٌ لین کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ حروف مدہ کی حرکت ماقبل مخالف رہتی ہے۔ اگر موافق ہے تو مد ہے اور نہین ہے تو لین ہے۔

## پانچوین فصل لفظ اللہ اور حرف رے کے بیان مین

یہہ دونون بھی مفخم یعنے پُر اور کبھی مرقق یعنے باریک پڑھے جاتے ہین۔ لفظ اللہ جو اسم جلالہ ہے اس کے قبل اگر زبر اور پیش ہو تو پُر پڑہنا چاہئے اور زیر کی حالت مین باریک دیکھو پُر کے مثالین۔ وَاللّٰهُ تَاللّٰهِ نَصْرُ اللّٰهِ باریک کی مثالین جیسے بِسْمِ اللّٰهِ بِاللّٰهِ اس کا پُر اور باریک پڑہنا بغیر استاد مجود کے بتلائے نہین آسکتا۔ حرف لام کو

پُر اور باریک سے تلفظ کرنا ہے نہ تمام جملہ کو اس لئے قاری باسلیقہ سے
اس کی ادائی سیکھنا چاہئے اور یہہ صرف لام جلالہ کا حال ہے دوسرے
ائمہ کے پاس مثل ورش وغیرہ کے لام کے لئے احکام متعدد ہین
یعنے ورش اوس لام مفتوحہ کو جو بعد صاد اور طا اور ظا کے
واقع ہو پُر پڑہتے ہین مثل صَلٰوۃَ مَطْلَعِ ظَلَّ قرات سبعہ مین
اس کا حال مفصل درج ہے -

اور را ا۔ را کے بہت احکام ہین جب را مہملہ ساکنہ کے قبل
زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھنا چاہئے جیسے اَرْسَلَ. مُرْتَضٰی اگر ساکن
نہو تو خود وہ را حالت زبر اور پیش مین پُر پڑہا جاتا ہے بسبب حرکت
فتحہ اور ضمہ کے جیسے رَبِّ رُزِقُوا اور جب خود را مکسورہ ہو
جیسے رِجَالٌ یا ساکنہ اور قبل اوس کے کسرہ اصلی ہو جیسے فِرْعَوْنَ
تو باریک پڑھنا چاہئے -

اگر کسرہ عارضی ہو تو وہ را بھی پُر پڑھا جاویگا جیسے اِنِ ارْتَبْتُم
اَمِ ارْتَابُوْ - اصل انکی دیکھو اِنْ ارْتبتم اَمْ ارْتَابُوْ تہا بموجب قاعدہ
اَلسَّاكِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ کے یعنے ساکن کو جسوقت
متحرک کرتے ہین تو حرکت کسرہ کی دیتے ہین - پس سکون نون کا اور
سکون میم کا اصلی نہین بلکہ عارضی ہے اس لئے اوس را ساکنہ کو جو بعد کسرہ عارضی
کے واقع ہو پُر پڑھتے ہین - اور کسرہ اصلی کے تو باریک پڑھنے کا دستور
جسطرح اوپر گذر چکا ہے - اور باوجود اصلی کسرہ ہونے کے بہی
غور کرین کہ بعد را کے اگر منجملہ حروف استعلا سے کوی حرف اوسے
تو وہان وہ را برعایت حرف استعلا کے پُر پڑھا جاوے جسطرح -

مرصاد۔ قرطاس۔ کیونکہ صاد اور طا منجملہ حروف استعلا سے ہے اور اور استعلا کے سات حروف ہین (خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ) دوسری مثالین بھی اسی پر غور کئے جا دین۔

ششا حالت وقف مین واقع ہوتا ہے اور قبل اوس کے حرف ساکن ہوتا ہے جیسے مِنْ کُلِّ اَمْرٍہ تو یہ را بھی پُر پڑھا چاہئے بسبب اوس فتحہ کے جو الف پر ہے قبل میم ساکن کے۔ اگر پیش ہو تو بھی یہی رعایت پُر کی رکھی جائے۔ اور اس ساکن حروف مین جو قبل را کے واقع ہون سوا حرف (یا) کے جتنے حروف ہین وہ سب پُر پڑھنے مین را کے دلالت کرتے ہین۔ مگر (یاء) ساکنہ مستثنے ہے کہ وہ ہمیشہ را کو باریک پڑھنے مین رجوع کرتا ہے یعنے جب خود یاے ساکن ماقبل رائے وقفی کے آوے تو اوس را کو باریک پڑھتے ہین جیسے بَصِیْرٌ۔ خَبِیْرٌ۔ قَدِیْرٌ۔ نَذِیْرٌ وغیرہ کے۔

اور نزدیک ورش کے را کے لئے چند احکام اور بھی ہین۔ جب حرف را واقع ہو بعد کسرہ کے یا بعد یائے ساکنہ کے خواہ وہ را مفتوحہ ہو یا مضمومہ ہو یا مکسورہ ہو ورش باریک پڑھتے ہین جسطرح صاحب شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

## شعر

وَرَقَّقَ وَرْشٌ کُلَّ رَاءٍ وَقَبْلَهَا

مُسَكَّنَةً يَاءٌ اَوِ الْكَسْرُ مُوصَلَا

جیسے خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی اور ورش کے نزدیک لفظ اِصْرًا کا مستثنیٰ ہے
یعنے پر پڑھا جاتا ہے نکل گیا یہہ لفظ اپنی اصل سے - اور اسیطرح اِرَمَ کا
لفظ بھی پر پڑھا جاتا ہے باوجودیکہ کسرہ ماقبل موجود ہے اور اِرَمَ کا
لفظ بھی عجمی ہے اس لئے اپنی اصل سے خارج کیا ہے ورش نے
پس قاری کو ان چند ضروری باتون کا جاننا ضرور ہے کہ بغیر اوس کے
درستی قرات متصور نہین ہے -

# چھٹی فصل اوقاف کے بیان مین

جمع وقف کی ہے

تفسیر اتقان اور کبیر اور نظم الجواہر اور سجاوندی اور خلاصۃ النوادر اور
درۃ الفرید اور نہایات البیان وغیرہ سے وقفون کا بیان لکھا جاتا ہے
جب خلفاے راشدین رضی اللہ تعالے عنہم کا زمانہ گذر گیا تب
لوگون کو ضرورت استبا کی ہوئی کہ ہر ایک جملہ علحدہ علحدہ معلوم ہو اور
اعراب وغیرہ بھی موافق قاعدہ نحو کے ہون تاکہ وقت تلاوت قرآن مجید کی
ہر خاص وعام پر دشواری نہ ہو- من بعد ایک مدت تک علماء مین بھی
مشورہ رہا جب زمانہ حجاج بن یوسف ثقفی کا پہونچا حجاج نے بمشورت
علماے دین متین اور فضلاے محققین ترتیب تیس جزو اور ربع اور
نصف اور ثلث کی قایم کی - اور حزب اور شمار آیات اور کلمہ بھی لکھے گئے
بلکہ قرا سبعہ کی روایات اسی زمانہ سے زیادہ تر شہرت پائین قرا سبعہ کا
حال (پہلی) فصل مین مندرج ہے - وقفون کی بنا امام شیخ سجاوندی
اعنی ابو جعفر محمد بن طیفور السجاوندی سے نکالی ہے اور اوس کے رمز یہہ ہین

جو ذیل مین بیان کئے جاتے ہین۔

(مـ) جسجا یہہ علامت ہو او سمجا ئے یہی مراد ہے کہ یہان توقف کرنا یعنے ٹہرنا اور دم لینا ضرور ہے اور نہ کرنا وقف کا بہت برا ہے بلکہ بعض محل پر جہان وقف لازم ہے اگر دم نلیا جاوے تو خوف کفر کا ہے کیونکہ تغیر معنے بالیقین ہوتے ہین۔ مگر بعض مصاحف مین بسبب غلطی اہل مطبع کی وقف لازم غیر ضروری موقع پر لکہا ہے۔ اور تعریف وقف کی یہی لکہی ہے اَلْوَقْفُ قَطْعُ الصَّوْتِ مَعَ التَّنَفُّسِ ۔ یعنے وقف کیا ہے توقف کرنا یعنے ٹہر جانا اور دم لینا ہے جملہ کے آخر مین جسطرح (وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ۔ پس اگر بِمُؤْمِنِيْنَ کے نون پر نہ ٹہرین اور يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ کو اوس نون کے ساتھہ ملادین تو وصل کے وجہ سے معنے باطل کا احتمال ہوتا ہے حالانکہ یہان وقف کرنا بہت ضروری ہے اور وقف نکرنے مین خوف کفر کا ہے۔ وقف کی حالت مین ان دونون جملون کے یہ معنے ہونگے کہ وہ مومن نہین ہین اور فریب و مکر کرتے ہین اللہ تعالے سے۔ اور وصل کی حالت مین یہہ معنے ہونگے کہ نہین ہین وہ مومن مکر کرنے والے خدا تعالے کے ساتھہ۔ تو معلوم ہوا کہ مومن تو دراصل ہین مگر مکر کرنے والے نہین ہین مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْهَا یہہ معنے تو بالکل خلاف ہوگئے اور بسبب فساد و ابطال معنے کے خوف کفر کا بہی ہے چنانچہ اس قسم کے مقام تمام کلام اللہ شریف مین بجا شی ہین اور ہر قرآن شریف مطبوع یا غیر مطبوع مین اسی محل پر یہہ علامت میم واقف لازم کی لکہی ہوئی ملی

فائدہ قرآن شریف کے تلاوت کرنے والونکو لازم ہے کہ وقف اور وصل کو جانین کہ فہم معنے محتاج اسی بات کی ہے۔ اور ارباب فضل و کمال نے

اس باب مین بہت سے کتابین لکھین ہین اور قرآن شریف کو وقوف
کے ساتھ پڑھنا سنت ہے چنانچہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ
تعالے عنہ نے معنے مین وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کے سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال کیا تو ارشاد ہوا کہ حِفْظُ الْوُقُوْفِ
وَاَدَاءُ الْحُرُوْفِ اسی کے معنے ہے اور بہت سے احادیث اس باب مین
وارد ہین۔ اور امام ابوالخیر محمد بن محمد جزری کا قول اسطرح پر ہے وَ
لَیْسَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ وَقْفٍ وَجَبْ ؛؛ وَلَا حَرَامٌ غَیْرُ مَا لَہٗ
سَبَبْ ؛؛ معنے اس کے یہ ہوئے نہین ہے قرآن مین کوئی ایسا وقف
کہ واجب ٹہیرایا جاوے اسطرح پر کہ اگر قاری وہان وقف نکرے تو
گنہگار ہووا اور نہ کوئی ایسا وقف ہے کہ حرام ہو اسطرح پر کہ قاری اس پر
وقف کرے تو گنہگار ہو تو شارح جزری کا یہہ قول ہے کہ وقف اور وصل
کچھ معنے پر دلالت نہین کرتے ہین صرف اتنا ہی ہے کہ وقف کی جاوے
وقف اور وصل کی جائے وصل کرنے سے کلام عربی مین فصاحت
پائی جاتی ہے اور یہہ دونون کلام کے تمام اور ناتمام پر خبر دار کرتے ہین۔
سو دونون ازروئے شرع کے نہ واجب ہوئی نہ حرام۔ اور شارح کا یہ
قول بہی ہے کہ وقف کب حرام ہوتا ہے جب قصد کرے قاری وقف کا
اس موقع پر مَا مِنْ اِلٰہٍ۔ اور اِنِّیْ کَفَرْتُ اور اس کے مانند۔ تو
کوئی مسلمان بغیر ضرورت کے اس موقع پہ وقف نکرے گا اور بہتر ہے کہ
ایسے وقف سے پرہیز کرے۔ ہم یہ کہتے ہین کہ یہ امر معنون کی شناخت
کے ساتھہ متعلق ہے عامی کو باسباب ظاہری ہر جملہ کی اصلی حالت کسی
نشان کے ساتھہ معلوم ہونا ضرور ہے اور وہ حالت بغیر مقرر کرنے اور

بتلانے وقف کے معلوم نہین ہوسکتی ہے۔ پس جو طریقہ امام شیخ سجاوندی نے
اختیار کیا ہے وہ عام کے واسطے مفید مدعا کا باعث ہے۔ اور طریقہ جزری کا
اخص الخواص کے واسطے ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۱ کے حاشیہ پر
تنبیہات ابن حجر مکی سے جو حدیث شریف نقل کی گئی ہے وہ اسی مضمون کو رجع
ہے کہ زیادت کلام اللہ شریف مین خواہ معناً ہو یا لفظاً باعث ملعونیت کا
ہوتی ہے۔ اور بقول جزری وقف کے تین حالت ہین وقف تام اور
وقف کافی اور وقف حسن۔ وقف تام وہ ہے کہ ایک
جملہ کو بعد کے جملہ سے نہ تعلق لفظی ہو نہ تعلق معنوی جسطرح سورۂ بقر کے پہلے
رکوع مین هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ پہلا جملہ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کو
جملہ ثانی اِنَّ الَّذِيْنَ سے نہ تعلق لفظی ہے نہ تعلق معنے۔ کیونکہ مفلحون تک
مومنون کی صفت تمام ہوئی۔ اور اِنَّ الَّذِيْنَ سے کافرون کا حال
خداوند عالم نے بیان فرمایا ہے۔ تو پس یہ وقف تام ہوا۔ وقف کافی
وہ ہے کہ ظاہر مین تعلق لفظی کچھ بھی نہ ہو مگر معناً تعلق پایا جاوے جسطرح
سورہ بقر مین۔ يُكَذِّبُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ کہ لفظ کی راہ سے کچھ تعلق
نہین ہے مگر معناً پہلے جملہ کو جملۂ ثانیہ سے تعلق ہے کیونکہ يُكَذِّبُوْنَ کے
لفظ پر منافقون کے حال کا قصہ ظاہر مین تمام ہوا اور جملہ ثانیہ مین دوسرا
قصہ منافقون کا شروع ہوا ہے۔ وقف حسن وہ ہے کہ بنظر ضرورت کے
کسی جاے پر وقف کرے اور مابعد کے لفظ سے شروع کرے گو معناً
اور لفظاً پہلا جملہ دوسرے جملہ سے تعلق رکھتا ہو جسطرح فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ چونکہ یہان جملہ ثانیہ سے آیت کا شروع ہے
اسواسطے اوس پر وقف کرنا اور اوس کے مابعد کے جملہ سے شروع کرنا

حسن ہی۔ ہم لکھتے ہین کہ یہ بات بہی معانی کے وقفیت پر منحصر ہے پس ضرور ہوا کہ کسی اوستاد ماہر سے قرآن سیکھین اور ہر جملہ کو علحدہ علحدہ کر کے پڑہین اور وہ حدیث شریف جو ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا سی روایت ہی اور فضایل قرآن مین مذکور ہو چکی ہے اسی پر دلالت کرتی ہے۔ یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قرآن پڑہتے تو ہر جملہ پر توقف فرماتے تھے جسطرح اَلْحَمْدُ - لِلّٰہِ - رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور حدیث شریف وقف کے باب مین صحیح ہے اب دوسرے وقف ملاحظہ کیجئے۔

(طؔ) جس جملہ کے آخر مین یہ علامت ہو تو وہان وقف کرنا اچہا ہے اور وصل بہتر نہین ہے کیونکہ ابتدا مابعد کے موقوف علیہ سے بہتر ہوتی ہے اور وصل سے معنے باطل کا احتمال ہوتا ہی جسطرح مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ پہلے جملہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ مین خداوند تعالی کے صفات کا بیان ہی دوسرے جملہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ مین بندہ کی عرض حاجت کا بیان ہے۔ اس لئے یوم الدین پر وقف کرنا اور ایاک سے شروع کرنا بہتر ہی چنانچہ اس وقف کو وقف مطلق کہتے ہین اور جس موقع پر یہ علامت ہو اسی قسم کا احتمال ہے۔

(جؔ) جس جملہ کے آخر مین یہ علامت ہو اشارہ وقف جائز ہے تو وقف اور وصل کے دلایل یکسان ہوئے خواہ وقف کرین یا وصل کرین جسطرح قول اللہ جل شانہ کا سورہ نمل مین وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَآ اَذِلَّۃً ج کس لئے کہ جملہ مابعد وَکَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ شاید بلقیس کا قول ہو تو وصل کرنا چاہئے اور ہو سکتا ہے کہ قول خداوند عالم کا ہو تو اس صورت مین وقف کرنا اولے ہی کیونکہ سبب وقف کا ظاہر ہے۔ اور دو قول کہلاتے

سے شروع ہو آیت سے آخر تک یعنے ہوئے سے یقین نے تحقیق بادشاہ جب داخل ہوتے ہین کسی قریہ مین خراب کر دیتے ہین اس کو اور کر دیتے ہین عزت والون کو ذلیل ۱۲

کچھ نقصان ظاہر نہین ہے۔ دوسری مثال سورہ بقرکے وَمَآ اُنزِلَ مِن قَبلِكَ ج وَبِالاٰخِرَةِ واو عطف چاہتا ہے اسبات کو کہ وصل ہو اور تقدیم مفعول مقتضی قطع ہر اور یہ دونون وجہین برابر ہین ایک غالب دوسری مغلوب نہین ہے پس اس سے اولویت وقف کی معلوم نہین ہوتی ہے مگر وقف راجح ہے۔

( ز ) یہہ علامت وقف مجوز کی ہے حکم اس کا بہی موافق جایز کے ہے جو علامت ( ج ) سے پایا گیا مگر یہان وصل بہتر ہے جس جا دونون وجہین وصل اور وقف کی موجود ہون تو دیکہا جاویگا کہ وجہ قوی کونسی ہے اور وجہ ضعیف کونسی ہے تب قوی وجہ لایق عمل کے ہوتی ہے جسطرح اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اشتَرَوُا الحَيٰوةَ الدُّنيَا بِالاٰخِرَةِ ز فَلَا يُخَفَّفُ عَنهُمُ العَذَابُ۔ حرف فا یہہ چاہتا ہے کہ پہلے جملہ سے ملے یہی سبب وصل کا ہے اسموقع پر وجہ توقف کی ضعیف ہی اور وجہ وصل کی قوی۔ تو پس وصل کا اعتبار معتبر ٹہیرا۔

( ص ) یہہ علامت ایسے کلام کے درمیان ہوتی ہے کہ ایک کلمہ کو ۔۔۔ کلمہ کی محتاجی نہین ہوتی ہے۔ اور ہر واحد اپنے اپنی معنے کا فائدہ بتلاتا ہی ایسے وقف کو وقف مرخص کہتے ہین اگر ایسے موقع پر بیقراری سے دم ٹوٹتا تو وقف کرنا جایز ہے ورنہ ہر حال ہین وصل بہتر ہے دیکہو مثالین اس کے وَالسَّمَآءَ بِنَآءً ص وَاَنزَلَ کلام ثانی وانزل کلام اول بناء کا محتاج نہین ہے کیونکہ اَنزَلَ کے بعد کا فاعل جو ضمیر مستتر ہی ماقبل کو راجع ہی اسیوجہ سے وصل اولے ہی اور چونکہ ہر واحد افادہ معنی مین فی نفسہ کلام تام ہے تو بحالت اضطراری وقف کرکے ماقبل کا اعادہ ضرور نہین ہے

مگر بقول بعض اعادہ بہتر ہے۔ بہرحال یہہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔
(قِفْ) یہ صیغہ امر کا ہے یعنے اس جگہہ وقف کر۔ ایسے موقع پر وقف کرنا درست ہی کیونکہ اسموقع پر وقف کرنے سے معنے مین خلل نہین آتا ہے جیسے لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہُ قِفْ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اس صورت مین جملۂ ثانیہ کا عطف جملہ اولے پر ہو جائیگا بتقدیر عبارت وَاَحْسِنُوْا بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (وقفہ) یہہ مصدر ہے باب ضرب یضرب سے یعنے ٹہرنا۔ بعضے قرآنون مین بجائے اس وقفہ کے قِفْ ہی لکھتے ہین۔ پس ایسے موقع پر اسقدر نہ ٹہرے کہ دیر زاید ہو اور جلدی بہی نکرے کیونکہ اس کو سکتہ طویلہ کہتے ہین پس ضرور ہے کہ موقع اوسط مین توقف کرے جسطرح وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ پس وقفہ کے وقف مین دیر اسقدر ہو کہ قریب بوقفت ہو جاوے اور سکتہ مین قریب بوصل (سکتہ) یہہ مصدر ہے باب نَصَرَ یَنْصُرُ سے۔ لغوی معنے خاموش رہنا اور اصطلاح قرا مین عبارت ہے اوس توقف سے جو درمیان وقف اور وصل کے ہے جیساکہ وَالسَّکْتَۃُ قَطْعُ الصَّوْتِ دُوْنَ النَّفَسِ جس موقع پر یہ واقع ہوتا ہے وہان نشان علامت سکتہ کی (س) لکھتے ہین پس امام عاصم رحمۃ اللہ کے قول سے آٹہہ سکتہ ہین۔ چار بروایت حفص کے اور چار بروایت ابوبکر بن عیاش کے ثابت ہین چونکہ یہہ تہوڑے مقام ہین اس لئے بقید عبارت بتلائے جاتے ہین۔ حفص کے روایت یہہ چار مقام ہین پہلے سورۂ کہف مین عِوَجًا س کے الف پر دوسرا سورۂ یٰسٓ مین مِنْ مَّرْقَدِنَا س کے الف پر۔ تیسرا سورۂ قیٰمہ مین مَنْ س رَاقٍ کے نون پر۔ چوتہا سورۂ تطفیف مین بَلْ س رَانَ

کے لام پر سکتہ ہے چنانچہ ابو بکر کی روایت سے بھی تیسرے اور چوتھے
سکتہ مین قاعدہ ادغام کا جاری کیا جاتا ہے جسطرح مَنْ رَّاقٍ ادغام بلا غنہ
کے ساتھ کیونکہ نون ساکن کے بعد حرف ر اجتماع حروف ادغام سے آیا ہے
اور بَلْ رَّانَ مین ادغام قریب مخرج کی وجہ سے جاری ہوا ہے۔ اور جو چار
سکتہ بروایت ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ کے ثابت ہوئے ہین وہ یہہ ہین۔ پہلے
سورۂ اعراف مین رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا س یعنے اَنْفُسَنَا کے الف پر دوسرا
اوسی سورہ مین یَتَفَکَّرُوْا س کے واو پر تیسرا سورہ یوسف مین یُوْسُفُ
اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا س کے الف پر۔ چوتہا سورہ قصص مین دُعَآءُ س
کے ہمزہ پر۔ (قف) یہہ مخفف ہے عبارت قد قیل علیہ الوقف
سے پس معلوم ہوا کہ دلیل وقف کی ضعیف ہے جسطرح مَا فِی الْاَرْضِ
جَمِیْعًا قف ثُمَّ اسْتَوٰی۔ (صلے) یہہ مخفف ہے وصل اولی
یعنے اس موقع پر ملا کر پڑھنا بہتر ہے وقف کرنے سے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا
فَانٍ صلے وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ۔ فَانٍ پر وقف کرنے سے بقاے ذات
باریتعالے مین گمان تجدد و حدوث کا ہوگا پس ضرور ہے کہ ادغام مع الغنہ کے ساتھ
پڑہین۔ ورنہ جملہ فعلیہ دلالت کرتا ہے تجدد و حدوث پر بخلاف وصل کے کہ اوسکا تعبیر
معطوف ہوگا جملہ اسمیہ پر پس حکم مین جملہ اسمیہ کے ہوگا۔ اور جملہ اسمیہ دلالت کرتا ہے
استمرار و دوام پر۔ (صل) یہہ صیغہ امر ہے یعنے ملا کر پڑھ پس جس جائے
یہہ علامت ہو وصل بہتر ہے وقف کرنے سے۔ (سمر۔ لا سمر) جہان یہہ
علامت ہو وہان سجاوندی کی یہہ مراد ہے کہ اَلسَّمَاعُ اَلْوَقْفُ یعنے مینے اپنے
اوستاد سے سنا ہے کہ یہان وقف ہے اور جس جا (لا سمر) اس کے یہہ معنے
ہوسے کہ یہان وقف نہین سنا گیا پس یہہ علامات صرف امام سجاوندی کی

اختراعی ہین۔ جسطرح ہین اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ ؁ سمر۔ تُحَدِّثُ ش
اَخْبَارَھَا ؃ لا سمر۔ پس ہر شخص ان علامتون سے معلوم کر سکتا ہے۔
(مُعَانَقَہ۔ مُعَ۔ ∴ ) معانقہ کے ہین معانقہ کے معنے باہم بغلگیر ہونا
یہہ مصدر ہے باب مفاعلت سے اور اسی کو مراقبہ بھی کہتے ہین اور قراء کے
اصطلاح مین ملنا دو وقفون کا قریب قریب جسطرح ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ ∴
فِيْهِ ∴ طریقہ اس کا یہہ ہے کہ اگر لاریب پر وقف کرین توفیہ پر وقف نکرین
اور فیہ پر وقف کرنا منظور ہو تو لاریب پر نکرین۔ بہر حال کسی اوستاد ماہر سے
سنین اور سیکہین جہان وقف کرنا بتلادے وہی احسن ہے۔ اور نہ دونون جگہ
وقف کرین اور نہ دونون جگہ وصل کرین۔ کیونکہ یہہ طریقہ خلاف اساتذہ سلف
کے ہے۔ پس اسمین دو مذہب ہین متقدمین کے نزدیک تمام کلام اللہ شریف
مین وقف معانقہ ۱۶ اور متاخرین کے نزدیک ۱۸ ہین جس جائے قران مجید مین
یہہ مقام آیا ہے خود وہان حاشیہ پر لکھا گیا ہے کہ معانقہ عند المتاخرین یا معانقہ
عند المتقدمین پس بہ تفصیل اون مقامون کا لکھنا ضرور نہین ہے (قلے) یہہ مخفف ہے
وقف اولے کا ــ یہہ علامت اکثر معانقہ کے اوپر لکھی جاتی ہے جہان یہہ لکھا ہو
ٹھہرنا بہتر ہے جسطرح لَارَیْبَ ∴ ج فِیْہِ ∴ ج۔ (لا) یعنے لا وقف علیہ یعنے
نہین ہے وقف اس جگہ صرف لا لکھنے مین تنبیہ ہے اس امر پر کہ یہان وقف
نکرین بلکہ بعض جا لا کے موقع پر توقف کرنا موجب کفر کا ہوتا ہے۔ اگر
ایسے موقع پر سانس ٹوٹ جاوے تو پھر اعادہ کرے اور اوس لفظ علامت
لا کو اوپر کے لفظ سے ملا کر پڑھے جیسے اِنَّکُمْ لَتَشْهَدُوْنَ لا اَنَّ
مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى۔ تَشْهَدُوْنَ پر ہرگز وقف نکرین بلکہ اَنَّ
مَعَ اللّٰهِ سے ملا کر پڑہین۔ اسیطرح مبتدا پر بدون خبر کے۔ یا شرط پر۔ بدون

جزا کے۔ یا موصوف پر بدون صفت کے یا موصول پر بدون صلہ کے۔ یا مستثنیٰ منہ پر بدون مستثنیٰ کے۔ یا مبدل منہ پر بدون بدل کے اور علیٰ ہذا القیاس جسجگہ تہہ نیسے نقصان معنے کا ہو جیسے مَا دَلَّا رَنَا فِیہِ پر بدون کلمہ مدخول علیہا کے لیسے مقامات پر وقف کرنا بہت برا ہے۔ (قلا) یہہ بہی مخفف ہے قیل پر لا وقف علیہ کا پس حکم اس کا اور لا کا ایک ہے۔ (لا) جسموقع پر یہہ علامت یعنے آیت پر لا لکہا ہو تو وہان اسقدر تاکید نہین ہے اگر دم توٹ جاوسے تو پہر اعادہ ضرور نہین ہے مگر خود پہلے ہی سے احتیاط کرنا چاہئے کہ آیۃ لا پر دم لینے کا موقع نہ پڑے۔ (ہ) یہہ علامت آیت کی ہے یعنے بلا اختلاف یہان آیت ہے۔ (ہ) یہہ اشارہ آیت مختلف فیہ کا ہے یعنے یہان آیت کے ہونے مین نزدیک اہل بصرہ اور کوفہ کے اختلاف واقع ہی (ہ ہ ہ) جب کبھی آیت پر کوی علامت علامات وقف سے لکہی ہو اوپر والے اشارہ کا زیادہ تر اعتبار ہے پس جو علامت لکہی ہو اوسی پر عمل کرے۔ (ک) یہہ مخفف کذالک کا ہے جسجگہ یہہ رمز لکھے ہو اوس سے ماقبل کو دیکھین کہ کیا رمز ہے پس جو رمز کہ اس کے ماقبل ہو وہ رمز کذالک سے خود مفہوم ہے جس طرح وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا (ک) وَارْحَمْنَا (ک) پس معلوم ہوا کہ اس جگہ بھی وقف ہے۔ فائدہ اب جو اشارۃ الذیل ہین اون کو وقفون سے کچھ بھی تعلق نہین ہے صرف اہل بصرہ اور اہل کوفہ وغیرہ کا آیت کے ہونے اور نہونے پر اختلاف ہے اور ہر ایک نے اپنے رمز مقرر کرلئے ہین۔ چنانچہ اشارات مندرجہ ذیل سے

بجز ولی مفہوم ہوگا ۔

(قفہ) یہہ اشارہ اسبات کا ہے کہ یہان بحساب اہل کوفہ کے پانچ آیت ہوئین یعنے ائمہ ثلاثہ امام عاصم و امام حمزہ و امام کسائی اور تبع اون کے (خب) اس سے مراد یہہ ہے کہ یہان پانچ آیت اہل بصرہ کے ہوئین یعنے ابو عمرو اور تبع اون کے ۔

(ئے) یہہ علامت سے دس آیت کا اشارہ اہل کوفہ کا ہی اور بعض مصحفون مین بجائے (ئے) سر عین کا اسطرح اشارہ ہے

(ع) اور یہی علامت رکوع کی بھی لکھی ہے اور رکوع سے مراد یہہ ہے کہ حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے جب رمضان مبارک کی تراویح مین قرآن شریف پڑھا جہان رکوع کیا وہان اشارہ بنایا گیا ۔ یہہ اختراع متاخرین کی ہے ۔ (عب) اس سے اشارہ اسبات کا ہے کہ یہان دس آیت بموجب مذہب اہل بصرہ کے ہوئین ۔

(تب) یعنے یہان اہل بصرہ کے نزدیک آیت ہے ۔

(لب) اہل بصرہ کے نزدیک یہان آیت نہین ہے بلکہ یہان آیت ہے بطریق اہل کوفہ کے اور یہی علامت آیت اہل کوفہ کی ہے

(تد) یہہ اشارہ آیت کا ہے نزدیک امام نافع مدنی اور اونکے متبعین کی

(شا) یہہ اشارہ آیت کا ہے نزدیک امام ابن عامر شامی کے ۔

(تک) یہہ اشارہ آیت کا ہی نزدیک امام ابن کثیر مکی کے ۔

(وقف منزل) وہ وقف ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس مین قرآن پڑھا ان مواقع مین وقف کیا نبی اوس کے کہ وحی منقطع ہولیں ان مواقع مین وقف کرنا بہتر ہے بلکہ ثواب عظیم ہے

اور اسی کو وقف جبرئیل کہتے ہین یہہ وقف تمام قران مین بارہ جگہ ہے۔
(وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)
اس جگہ وقف کرنا باتباع رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے موجب حصول اجر جمیل ہے یہہ وقف قرآن مین بقول اکثر چودہ اور بقول بعض سترہ ہیں
(وقف غفران) تمام قرآن مین دس جاے ہے اور بعض رسالون مین جو لفظ حدیث لکہا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ دس جگہ قرآن مین وقف کرے مین ضامن ہون اوس کے جنتی ہونیکا سند اس حدیث شریف کی کتب احادیث سے نہین پائی جاتی۔

## روم

اَلرَّوْمُ اَدَاءُ السُّکُوْنِ مَعَ اِظْهَارِ شَيْءٍ يَسِيْرٍ مِنَ الْحَرَکَةِ

روم اوسے کہتے ہین کہ سکون ادا کرنا باوجود ظاہر کرنے شمہ حرکت کے۔ یعنے سکون اسطرح پڑھنا کہ سکون بہت معلوم ہو اور حرکت بہت تہوڑی۔ اس کا ادا کرنا ہی ہر ایک شخص سے محال ہے بلکہ بغیر قاری کسی سے نہین ادا ہو سکتا ہے چونکہ روم مین حرکت کے تین حصہ چہپانا ہے اور ایک حصہ باقی رکھنا ہے اور اکثر مجودین نے اخفاے ثلث حصہ حرکت کے ساتھ اس کی تعبیر کی ہے اس لئے اسکو بہرا نہین پا سکتا ہے بلکہ اندہا جو قریب مین بیٹھا ہے اوسکو گونہ اشارہ معلوم ہو سکتا ہے۔ اور یہہ عمل روم کا خواہ ایک زیر یا دو زیر ایک پیش یا پیش ہون تو جاری ہوتا ہے اگر دو زبر یا ایک زبر ہو تو یہہ عمل روم کا وہان جاری نہوگا

بلکہ وہان صرف ساکن کرنا پڑیگا۔ یعنے حرکت بتمامہ گرا دیجائیگی تو بغیر باقی رکھنے ایک حصہ حرکت کے بھی برخلاف زبر اور پیش کے جسطرح فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۞ اور خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ۞ پس قدر اور شہر کے را کو جو زیر کی حرکت ہے بسبب وقف کے اسطرح پڑھے کہ تین حصہ حرکت سکون کی وجہ سے چھپا دے اور ایک حصہ باقی رکھے۔ اور ایک پیش جسطرح نَسْتَعِیْنُ ۞ یا دو پیش جسطرح اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۞ تو یہان بھی ایک حصہ اظہار حرکت اور تین حصہ اخفاے حرکت ہے۔

**فایدہ** یہہ عمل تو کل حروف کے لئے ضمہ اور کسرہ کے حالت مین جاری رہیگا لیکن حروف قلقلہ جسکا مجموعہ قُطْبُ جَدٍّ ہے اگر موقع وقف مین یہہ حروف واقع ہون اور اوسپر حرکت ضمہ اور کسرہ کی خواہ ایک زیر یا دو زیر اور ایک پیش یا دو پیش کی ہو تو وہان دو حصہ حرکت کا اظہار اور دو حصہ حرکت کا اخفا ہوگا۔ ورنہ صفت قلقلہ پورے طور سے ادا نہوگی۔ بلکہ علی العموم حکم سب حرفون کا ایکسان ہوجاویگا اس لئے حرف قلقلہ کو وقف کی حالت مین اوس کے مخرج مین جنبش دین۔ اور مفصل حال قلقلہ کا اپنے موقع پر بیان کیا گیا ہے۔

## اشمام

تعریف اس کی اہل صرف یون لکھی ہے اَلْاِشْمَامُ اَدَاءُ السُّکُوْنِ اَوِ الْحَرَکَةِ مَعَ ضَمِّ الشَّفَتَیْنِ۔ یعنے اشمام وہ ہے کہ ادا کرنا

سکون یا حرکت کا باوجود ملانے دونون ہونٹھون کے حروف موقوف علیہ
پر جو ضمہ کے ساتھ ہو خواہ ایک پیش ہو جیسے ھُوَ الْاَبْتَرُ ۝ یا دو پیش
جیسے عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ط پس غنچہ کے مانند دونون لبونکو
تھوڑا آگے بڑھا دے تا بوجہ ضم شفت کے اشمام پورا ادا ہو چونکہ
یہ بات دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے لہذا اندھا معلوم کر نہین سکتا بلکہ اگر
ضرورت اندھے کو پڑھانے اور سمجھانے کی ہو تو اوس کے لبون کو ہاتھ
غنچہ کی شکل کرکے دکھا دین۔ یہہ بات قاری باسلیقہ کو خوب معلوم ہے یہی
دو وقف روم اور اشمام کے مشہور ہین کہ اندھا پاوے اور بہرہ نپاوے
اور بہرہ پاسکے اور اندھا نپاسکے۔ بغیر استاد کامل کے بتلاے
اس امر کا پورے طور سے طے ہونا دشوار تر ہے اور اسمین سخت باریکی ہے

**فایدہ** اس تمام بیان بالا سے یہہ بات معلوم ہوئی کہ روم ایک
زیر یا دو زیر اور ایک پیش یا دو پیش کی حالت مین ہے پس معلوم کرنا
چاہئیے کہ زیر کی حالت مین صرف روم کا قاعدہ جاری ہوگا اور
اور پیش کی حالت مین روم اور اشمام ملکے ادا ہونگے یعنے اس کے
یہہ معنے ہوئے کہ پیش کی حالت مین بسبب روم کے ایک حصہ اظہار
اور تین حصہ اخفاے حرکت ہو کر ضم شفت بہی کیا جائیگا۔ اور روم
مین ضم شفت کو کچھ تعلق نہین ہے صرف اخفاے ثلث حصہ حرکت اور
اظہار یک حصہ کا ہے۔

## ساتوین فصل مخارج حروف کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اونتیس۲۹ حروف تہجی کے اتفاقی ستره۱۷ مخرج ہین

بہ موجب مذہب امام ابوالخیر شمس الدین محمد ابن محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ کے حسب طرح مقولہ شیخ کا یہ ہے ۵

مَخَارِجُ الحُرُوفِ سَبعَةَ عَشَر

عَلَى الَّذِي يَخْتَارُهُ مَنِ اخْتَبَرْ

یعنے مخرجین حرفون کے سترہ ہین ۵ اوس شخص پر جسنے اختیار کیا ان مخارج کو از روسے امتیاز کرنے کے۔ تفصیل اسماء مخارج سترہ کی یہ ہے۔

پہلے مخرج اقصاے حلق یعنے ابتداء حلق سے ہمزہ وھا نکلتا ہی اسمین صاحب شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق الف کا مخرج بھی ابتداء حلق مین شامل ہے بموجب شعر۔

ثَلاثٌ بِاَقْصَى الحَلْقِ وَاثْنَانِ وَسْطِهِ

وَحَرْفَانِ مِنْهَا اَوَّلِ الحَلْقِ جُمِّلا

یعنے اقصاء حلق مین تین حرف کا مخرج ہے۔ ہمزہ۔ ھا۔ الف۔ اور دو حرف وسط حلق اور دو حرف آخر حلق مین باعتبار ابتداء اور انتہاے حلق کے اور اول حلق سے مراد آخر حلق ہے جو منہہ کے جانب سے۔

صاحب جزری نے الف کو جوف یعنے خلوسے دہن مین شمار کیا ہے۔

فایدہ قول دونون کا برابر ہے کہ الف ابتداے حلق سے نکلتا ہی یعنی ہوا جوف شکم سے طرف منہہ کے آتی ہے اوسکی گذر اوسی ابتداے حلق

ہوتی ہے یعنے خلوے دہن اور حلق سے الف کا مخرج ہے۔
**ترتیب** یہہ جو ہمزہ کو ہا پر مقدم کیا ہے اور ہا کو الف پر کیا ہے
یہہ سیبویہ سے منقول ہے۔ اور نزدیک بعض کے ہمزہ ہا کے بعد
ہے اور نزدیک بعض کے مابعد الف کے۔ اور اخفش نے مخرج ہا
اور الف کو ایک ہی کہا ہے مگر ابن جنی کو اسپر ایراد ہے اور مذہب
خلیل کا وہ ہے جو جزری کے شعر سے پیدا ہے۔ سا

| | |
|---|---|
| فَاَلِفُ الْجَوْفِ وَاُخْتَاهَا وَهِیْ<br>پس مخرج الف کا جوف دہن ہے اور اسکے بہنیں بھی | |
| | حُرُوْفُ مَدٍّ لِلْهَوَاۗءِ تَنْتَهِیْ<br>یہہ حرف مد ہیں ہوا پر منتہی ہوتے ہیں |

بہرحال علے سبیل اتفاق ابتداے حلق مین دو حرف ہمزہ و ہا
اور علے سبیل اختلاف تین حروف ہمزہ ہا الف۔
**دوسیرے مخرج** وسط حلق سے عین و حا نکلتے ہین تقدیم
عین کو ہا پر کلام سیبویہ سے پائی جاتی ہے۔ اور کلام بعض کا اسکے
برعکس ہے۔ اور شرح شاطبیہ کی ترتیب بھی بتقدیم عین اور تاخیر
حا ہے۔ **تیسرے مخرج** ادناے حلق سے غین و خا نکلتے
ہین اور کوی قاری خ کو مقدم اور غ موخر کرتے ہین۔
**چوتھے مخرج**۔ غلصمی یعنے زبان کی جڑ سے جس کو اقصاے
زبان کہتے ہین حرف قاف نکلتا ہے اور یہہ ابتداے زبان کے
حلق کے متصل حنک یعنے تالو مین سے۔

پانچوین مخرج۔ علدی سے کاف نکلتا ہے۔ کاف آخر کنارہ ملازہ یعنے (کوا) جو تالو مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اوس سے نکلتا ہے اس لئے ان دونون حرفون کو لہوی کہتے ہین۔ اور اہل دکن اوسکو پڑجیب کہتے ہین۔ صرف ان دونون مین یہہ فرق ہے کہ قاف جانب حلق سے اوسی پڑجیب سے نکلتا ہے اور کاف جانب منہہ سے نکلتا ہے اور قاف مین قوت اسیوجہ سے ہے کہ سانس نکلتے وقت اوسمقام مین ٹکر کہا کر نکلتی ہے اور کاف آخر کنارۂ زبان سے نکلتا ہے تو سانس کی قوت تو یہ زایل ہو جاتی ہے اس لئے اوس مین ضعف ہے۔

چھٹے مخرج شجری۔ سے یعنے درمیان اور بیچا بیچ زبان سے تین حرف نکلتے ہین۔ جٓ شٓ یٓ شجری اسوجہ سے کہتے ہین کہ ان حرفونکے ادا کے وقت زبان کا بیچ اوپر تالو کے چمٹ جاتا ہے اور زبان منہہ مین پھیل جاتی ہے اور ی مین یہہ شرط ہے کہ یا مدہ نہو اگر مدہ ہو تو وہ خلوئے دہن سے بعضے شین کو جیم پر مقدم جانتے ہین۔

ساتوین مخرج۔ ضرسی سے حرف ضاد نکلتا ہے یعنے سالم کنارہ زبان کہ جسکو حافہ کہتے ہین سیدہے جانب سے ہو یا بائین جانب سے یا جڑ سے یا سرے سے ان داڑہون کے نواجذ اور طواحن اور ضواحک جو کہ حیلی والے دانت کے بازو کی داڑہے ہے حرف ضاد نکلتا ہے۔ اور مشکل زیادہ مخارج سے مخرج ضاد کا ہے چاہیئے کہ ٹھیک ادا کرے تا کہ مشابہ ظ و ذ و ز کے نہو جائے ورنہ صورت فساد صلواۃ پیدا ہو گی۔ اور اس ضاد کے ادا کرنے کو ہر شخص کی زبان لایق نہین بلکہ خاص لوگ جو شستہ اعتبر ہین بخوبی ادا کرتے ہین اور ضاد کو

کل اہل ادا حافی اور ضَرسِی لکھتے ہین ضَرسِی اور حافی سے یہہ مراد ہے
کہ تمام کنارہ زبان کا ابتدائے نواجذ جو آخری داڑھ ہے ضواحک تک
چسپان کرے اس لئے اس کی صفت مستطیلہ ہے اور استطالت بغیر
اس عمل کے صادق نہین آتی بعض نادان بنظر سہولت اور جہالت کے
اس کو مشتبہ بہ ظا پڑھتے ہین اور زبان کی نوک کو طرف ثنایاے علیا
کے مخرج ظا کا ہے لاتے ہین اور ضاد کو ادا کرتے ہین تو استطالت
کی صفت جو خاصہ اس حرف کا ہے بالکل جاتی رہتی ہے اور اکثر اہل ادا
اس کو بائین جانب سے ادا کرتے ہین۔

**ترکیب**۔ چاہیے کہ زبان کے آخر کو آخری داڑھ سے مع طواحنہ کے
چسپان کرتے ہوئے آوے اور نوک زبان کی ضواحک سے ملادے
اور اطباق اور تفخیم کے ساتھ اس کو ادا کرے اور جریان نفس نہونے
دے کہ صفت جہریہ اس مین موجود ہے اور زبان اپنے مخرج پر خوب
سہولت سے لگے کہ صفت صمت کی یہی ہے اور شدت نہونے پاوے
کہ یہہ صفت رخوہ کی ضد ہے اور ضاد مین رخوہ ہے اور رخوہ نرمی سے
ادا کرنے کو کہتے ہین۔ اور زبان چونکہ کام بالا کے جانب مایل ہوتی ہے
اس لئے اس مین استعلا بھی ہے اور استطالت تو اوپر ذکر ہو چکی ہے مگر
یہہ بھی ادائی مین ہے کہ اس کو مقلقل نکرے کہ صفت ساکنہ جو بعضے مستقرہ
ہین اس مین موجود ہے۔ اور ایک ہی وقت مین دونون کنارہ زبان کے
دونون داڑھون مین نہ ملادے کہ زبان کی نوک اس صورت مین ثنایا کے
طرف ضرور جاوے گی اور وہ مخرج خلاف ہوگا بلکہ اوسکی ادائی کے وقت
بائین جانب زبان کا مخرج مقررہ پر لگا دے اور دوسرے جانب کو

ضاد کو اعلے مین چسپان کرے کہ اطباق اور استعلا پورا پورا ادا ہو۔
(رعایت) ضاد کو ایسا ادا کرے کہ دوسرے حروف کی مشابہ نہوے
خصوصاً ان مواقع پر مثل (اَنْقَضَ ظَهْرَكَ) وَيَعَضُّ الظَّالِمُ۔
وَبِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وغیرہ کے شیخ محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے تمیز
اور جدا کرنے ضاد کے ظا سے بصیغۂ امر تاکید فرمائی ہے اور حق یہ ہے کہ
ضاد کو ظا سے نہ مشارکت مخرجی ہے نہ مشابہت صفتی ضاد مین استطالت
ہے اور ظا مین نہین ہے سه

| وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَمَخْرَجٍ | مَيِّزْ مِنَ الظَّاءِ وَكُلُّهَا تَجِيْ |
|---|---|

اور ادا کرے ضاد معجمہ کو صفت استطالت کے ساتھ اور جدا کر ظاء معجمہ
تاکہ مشابہ ظاء کے نہو جاوے۔
اور فصول عمادی اور صلوٰۃ مسعودی اور ترغیب الصلوٰۃ مین موجود ہے
کہ اگر کوئی شخص بجاے ضَالِّيْنَ کے ظَالِّيْنَ یا ذَالِّيْنَ یا دَالِّيْنَ
یا بجاے تَفْضِيْلِ کے تَظْلِيْلٍ یا تَدْلِيْلٍ یا تَذْلِيْلٍ پڑہے نماز
فاسد ہوتی ہے۔
اور فتاوے قاضی خان مین موجود ہے کہ اگر غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ کو
مَغْظُوْبِ پڑہے نماز فاسد ہوئی۔ اور اسیطرح کے بہت سے مقام قرآن
شریف مین موجود ہین۔
آٹھوین مخرج ابتدائے ذلق سے یعنے کنارہ زبان اور مقابل ثنایا
یعنے کوچلی والے دانت سے حرف لام نکلتا ہے۔
نوین مخرج وسط ذلق سے نون نکلتا ہے یہ وہ مقام ہے کہ کوچلی اور

رباعی کے درمیان کے بیخ[۹] سے نکلتا ہے۔

**دسوین مخرج**۔ آخر ذلق سے حرف را نکلتا ہے یہہ وہ مقام ہے کہ ثنایا کے بازو کے دانت سے جسکو رباعی کہتے ہین اوس کے وسطے یعنے بیچا بیچ رباعی سے نکلتا ہے اور ذلق تیزی اور کنارہ زبان اوپر پہلے کو کہتے ہین کیونکہ یہہ حروف اپنے مخرج سے جلد پہسل جاتے ہین اس لئے ذلاقیہ مشہور ہین۔ ذلاقیہ تین حرف ہین۔ ل ن ر اشح اصول مین ہے کہ یہہ مذہب خلیل کا ہے اور بعضون کے نزدیک ذلاقیہ د ت ط کا مخرج ہے ثنایا علیا سے۔ اور نون ساکن اور مشدد کے لئے دوسرا اور ایک مخرج جسکو خیشوم کہتے ہین یعنے ناک کی سوراخ مراد ہے اور میم مشدد بھی خیشوم سے نکلتا ہے۔

**گیارھوین مخرج نطعی** یعنے چھت دہن سے اور نوک زبانکی ثنایائے علیا مین لگانے سے تین حرف (د ت ط) نکلتے ہین۔

**بارھوین مخرج لثوی** یعنے مسوڑون سے بالا کے اور زبان کی نوک سے تین حرف نکلتے ہین۔ ذ ث ظ۔

**تیرھوین مخرج اسلی** یعنے سر زبان اور طرف سر ثنیہ سفلے سے تین حرف نکلتے ہین۔ (ز س ص) بعضے س کو ز پر مقدم کرتے ہین۔

**چودھوین مخرج بطنی** شفت سفلے اور سر ثنائے علیا یعنے اوپر کے دانتون کے بازو اور نیچے کے ہونٹ کے پیٹ سے ایک حرف (ف) نکلتا ہے۔

**پندرھوین مخرج** شفتین ست یعنے بعاونت دونون لبون سے

۹ بیخ [illegible] جو دو دانتون [illegible] سے مراد [illegible]

تین حرف نکلتے ہین (وٗ بٗ مٗ) واو کے ادا کرتے وقت دونون لب غنچہ کے مانند ہو جاتے ہین اور ادائی مین دونون لبون مین واو کی شکل پیدا ہووے۔ اور با کو بحری اور میم کو بری اس لئے کہتے ہین کہ با دونون لبون کی تری سے نکلتا ہے اور میم دونون کی خشکی سے نکلتا ہے۔

سولہوین **مخرج خیشوم** سے نون اور میم مشدد نکلتے ہین اور آواز غنہ کی ناک مین گھومتی ہے ایک الف کے اندازہ مین۔

سترہوین **مخرج جوفی**۔ یعنے خلوے دہن سے **الف واؤ** یاے مدہ نکلتے ہین ان کے ہوائی ہونے کی کیفیت یہہ ہے کہ جب یہہ حروف ساکن ہون اور حرکت ماقبل اسی جنس کی ہو تو انکی آواز ہوائے دہن سے خارج ہوتی ہے یعنے الف کی ہوا حلق اور دہن سے متعلق ہے اور (ی) کی ہوا وسط دہن سے علاقہ رکھتی ہے اور واو کی ہوا منھہ اور دونون لبون سے نکلتی ہے اس لیے یہہ حروف ہوائی کہلاتے ہین اب ملاحظہ فرماے نقشئہ مخارج حروف کے

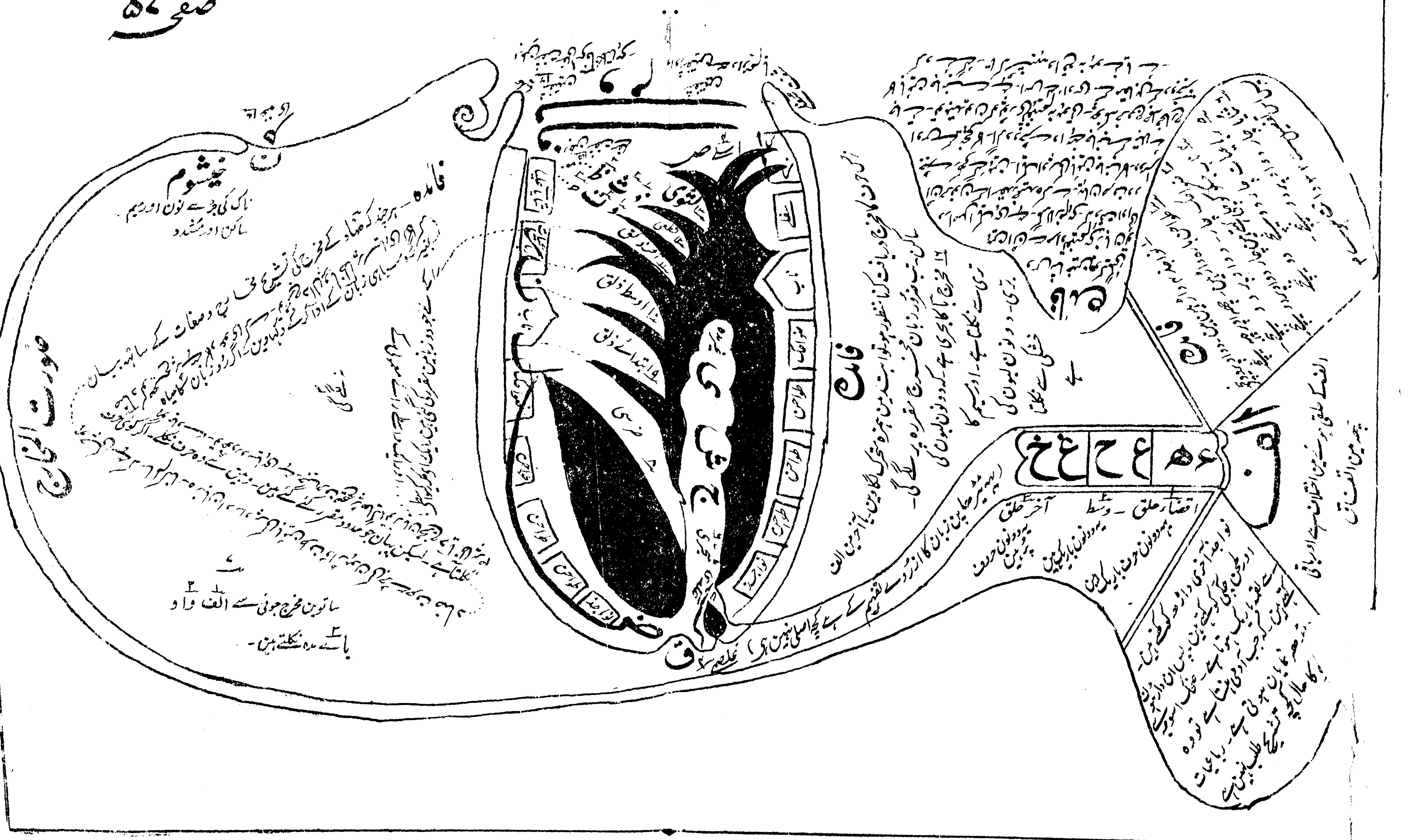
خیشوم
ناک کی جڑ سے نون اور میم
ساکن اور مشدد
فائدہ
صورت الفاظ
ساتوین مخرج جوفی سے الف واو
یائے مدہ نکلتے ہین۔
ف
م
ب
و
ق
ض
فائدہ
ھ ء ع ح غ خ
اقصائے حلق ـ وسط
آخر حلق

# نقشہ صورت المخارج



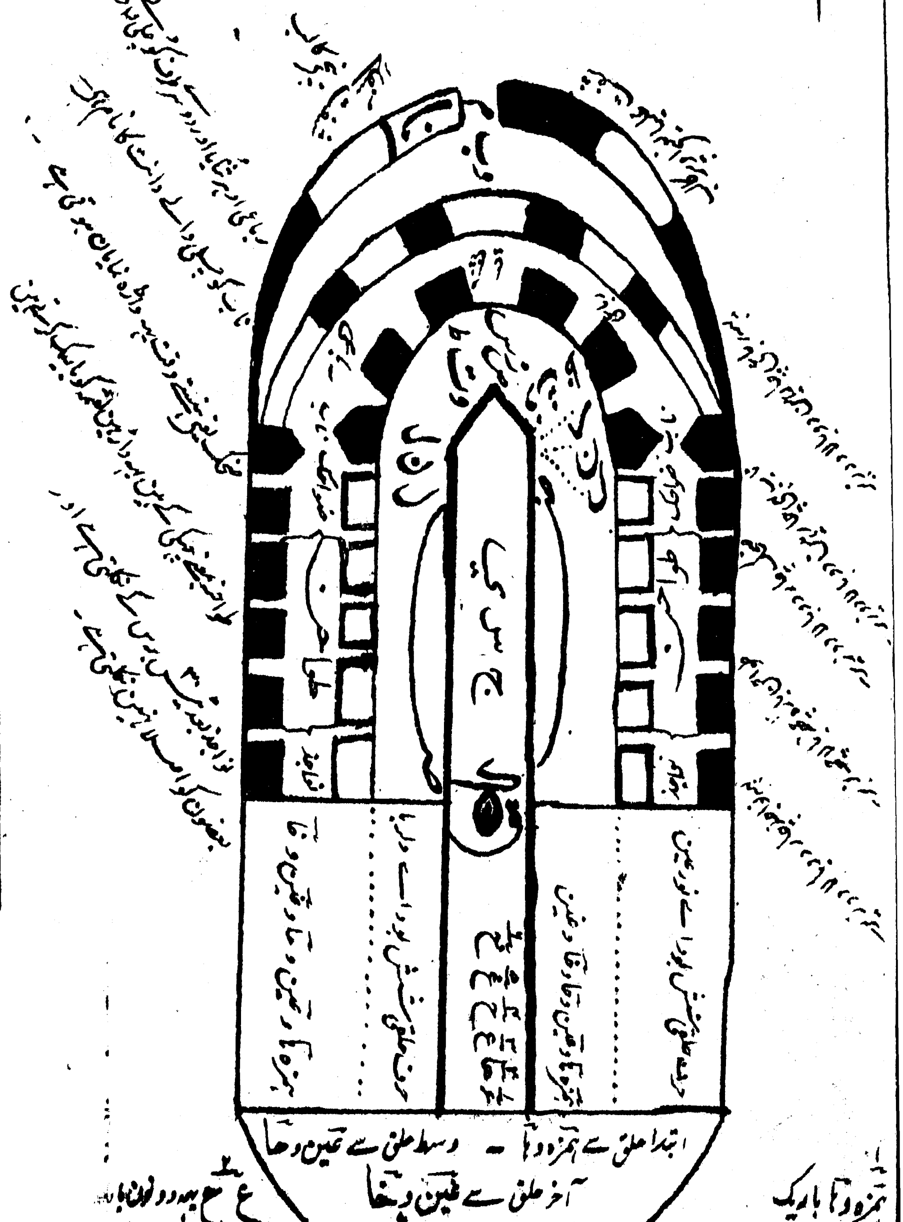

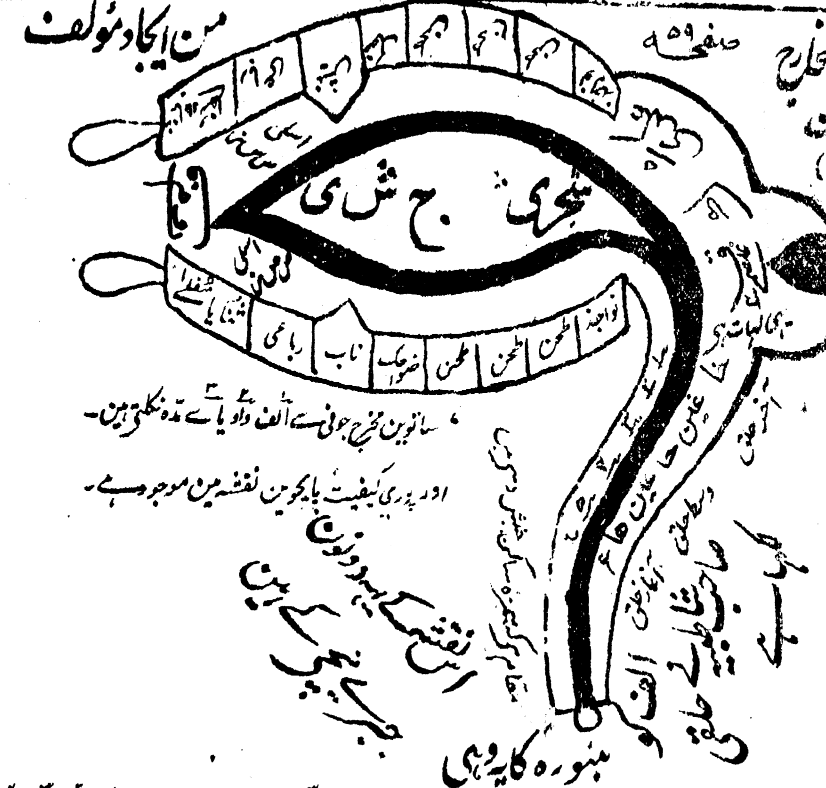


جاننا چاہیے کہ انتیس ۲۹ حروف تہجی کے بطریق اجمال مین مخرج ہین حلق وسط شفتین پس حلقی چھ حروف ہین ہمزہ ہا عین حا غین خا۔ وسطے اٹھارہ حروف ہین۔ قاف کاف جیم شین یا ضاد لام نون را دال تا طا ذال ثا ظا سین صاد زا شفوی چار حروف ہین۔ واو فا میم با۔ انتیسوان حرف الف ہے کہ اس کو تینون مخرج سے علاقہ ہے اور باقی تفصیل اسکی نقشہ تفصیلی نشان (۵) سے واضح ہوگی یہان یہہ دونون نقشہ بطور اجمال ہین۔

نشان (۴)

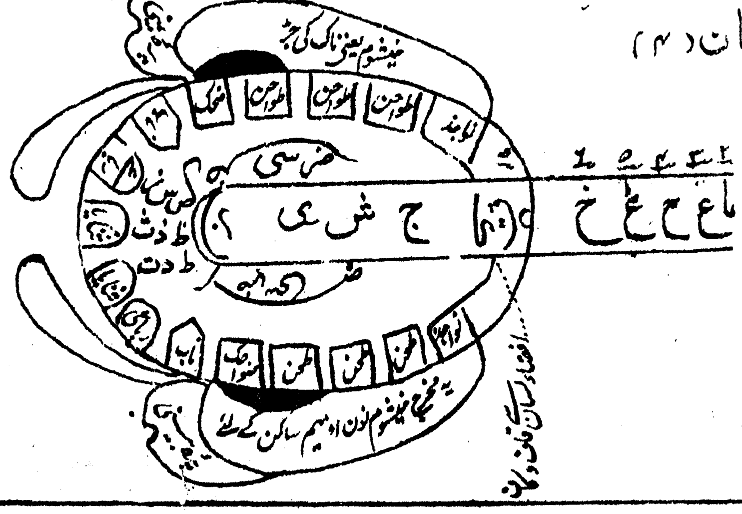

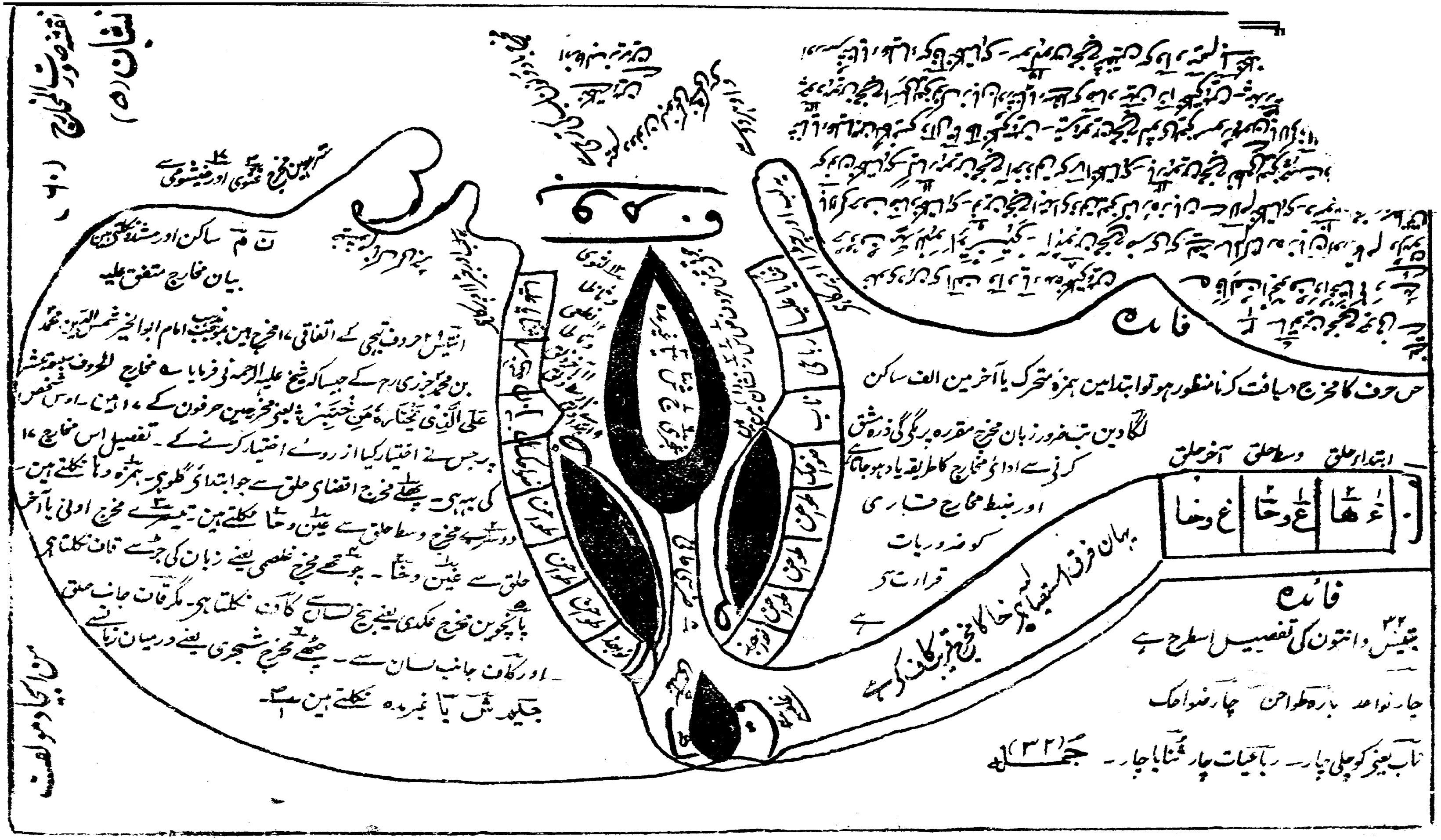

نقشہ صورت المخارج (۶۰)
نشان (۵)
بیان مخارج متفق علیہ
انتیس ۲۹ حروف تہجی کے اتفاقی ۱۷ مخرج ہین بموجب امام ابوالخیر شمس الدین محمد
بن محمد جزری رح کے جیسا کہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے مخارج الحروف سبعة عشر
علی الذی یختارہ من اختبر یعنی مخرجین حرفون کے ۱۷ ہین
جس نے اختیار کیا از روئے اختیار کرنے کے ۔ تفصیل اس مخارج ۱۷
کی یہہ ہے پہلے مخرج اقصای حلق سے جو ابتدائی گلو ہے ہمزہ و ہا نکلتے ہین
دوسرے مخرج وسط حلق سے عین و حا نکلتے ہین تیسرے مخرج ادنی یا آخر
حلق سے غین و خا ۔ چوتھے مخرج لھوی یعنے زبان کی جڑ سے قاف نکلتا ہے
پانچوین مخرج ۔ ۔ ۔ کاف نکلتا ہے مگر قاف جانب حلق
اور کاف جانب لسان سے ۔ چھٹے مخرج شجری یعنے درمیان زبان سے
جیم شین یا غیر مدہ نکلتے ہین
فائدہ
جس حرف کا مخرج دریافت کرنا منظور ہو تو ابتدا مین ہمزہ متحرک یا آخر مین الف ساکن
لگا دین تب خود زبان مخرج مقررہ پر لگیگی ذرہ مشق
کرنے سے ادائی مخارج کا طریقہ یاد ہو جاتا ہے
اور ضبط مخارج قاری
کو ضروریات
قرأت سے ہے
ابتدا حلق
وسط حلق
آخر حلق
ء ھا
ع وحا
غ وخا
فائدہ
بتیس ۳۲ دانتون کی تفصیل اسطرح ہے
چار ثنایا چار رباعیات چار انیاب بارہ طواحن چار ضواحک
ناب
رباعی
ثنایا علیا
من ایجاد مولف

اس صفحہ میں دو نقشہ موجود ہیں اول میں صرف دو جبڑے اسطرح سے کہ نصف بائیں طرف کے اوپر کا اور نصف اسی کے نیچے کا اور وہ بھی اسطرح
کہ چاہو تو ہر دو نصف ملا کر سالم جبڑا اوپر کا یا سالم نیچے کا بنالیں اس لئے مخرج ضاد

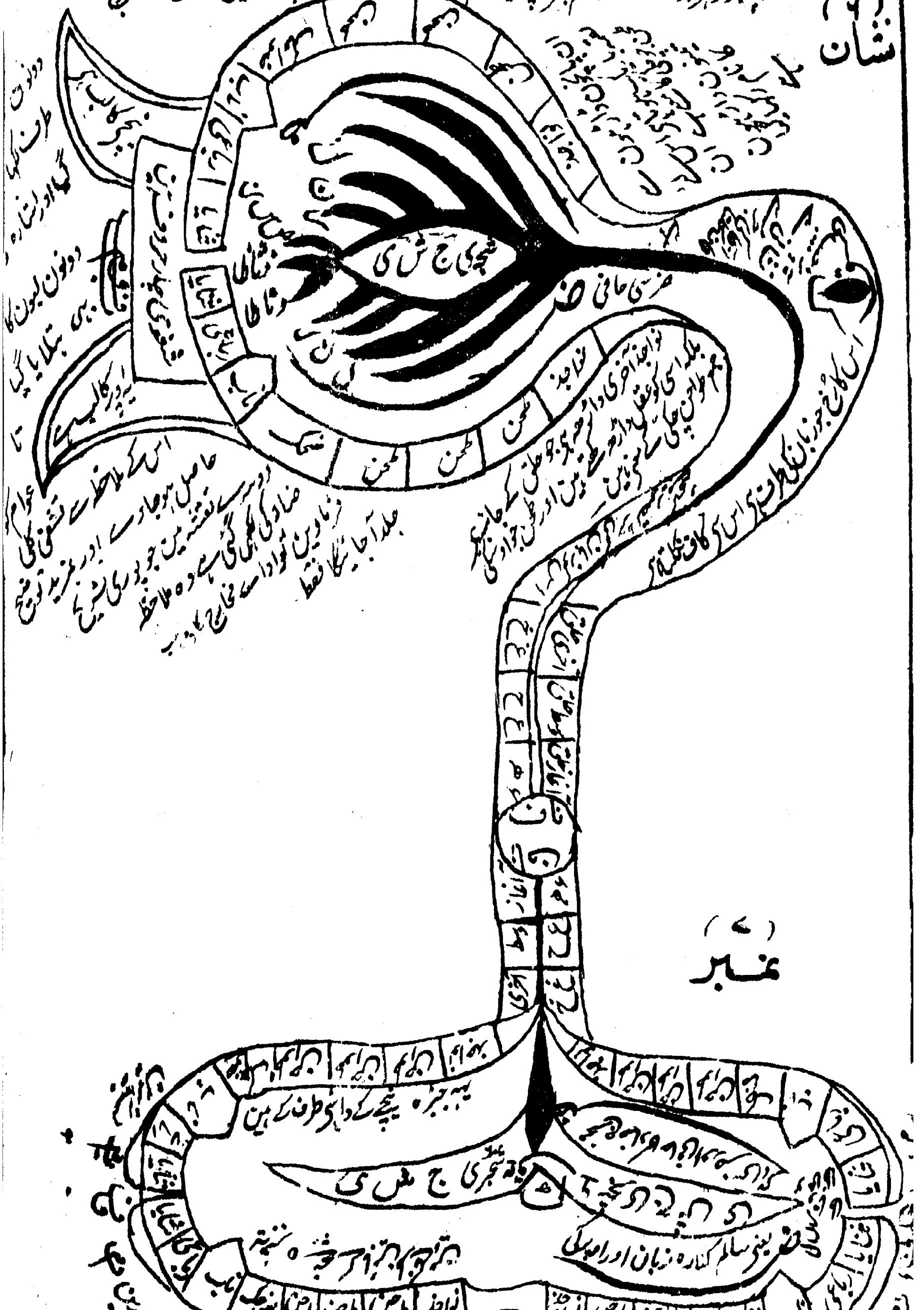


داڑھوں کی جڑ سے نکلتا ہے خواہ بائیں جانب سے ہو یا داہنے
جانب مگر احتیاط ضرور ہے کہ وقت ادائی ضاد کی نوک
زبان کی فوا حلک تک لاوے

# آٹھوین فصل صفات حروفکے بیانمین

قصیدہ موصوفہ کے ترجمہ سے پہلے صفات لازمی مشہورہ اور صفات عارضی تمہید بیان مین لائے جاتے ہین۔ صفات لازمی مشہورہ اکیس ہین اگرچہ ابو القاسم صاحب شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ تحریر فرمایا ہے اور لازمی وہ صفات ہین جو وجود موصوف سے کبھی منفک یعنے جدا نہو اور صفت کا موصوف کے ساتھہ ہونا لازم ہوتا ہے۔ اور کبھی وہ صفت لازمی موصوف سے جدا نہین ہوتی ہے جیسا کہ سورج کی دہوپ اور چاند کی چاندنی۔ اور چراغ کی روشنی۔ وہ اکیس صفات یہہ ہین

پہلی مجہورہ ( بمعنے بلند کرنا آواز کا یہہ انیس حروف ہیں ان کے ساکن کرنے مین جریان نفس نہین ہوتا ہے مجموعہ ان کا یہہ ہے

ظَلَّ قَوْرٌ بَضَّ اِذْ غَزَا جُنْدٌ مُّطِيعٌ

(دوسرے مہموسہ) بمعنے پست آواز یہہ دس ہین انکے ساکن کرنے مین سانس جاری رہتی ہے ان کا مجموعہ یہہ ہے۔ حَثَّهٗ شَخْصٌ فَسَكَتَ یعنے اوٹہایا اوسکو کسی نے پس خاموش ہوا بعض کے نزدیک یہہ ہے سَكَتَ فَحَثَّهٗ شَخْصٌ ۔ سَتَشْحَثُكَ خَصَفَهْ یعنے جلد ہووے کہ گدیہ کرے تجہپر خصفہ کہ نام ایک عورت کا ہے۔

تیسرے شَدِیْدَہ) شدت سے ہے بمعنے سختی اور یہہ وہ حروف ہین کہ آواز انکی بقوت تمام مخرج سے نکلتی ہے یہہ آٹہہ حروف ہین انکا مجموعہ یہہ ہے۔ اَجِدُكَ قَطَبْتَ یعنے پاتا ہون مین تجہکو ترش رو۔ یا اَجَدْتَ طَبَقَكَ ۔ یعنے اچہا کیا تونے طبق اپنا۔

(چوتھے رخوہ) یہہ تیرہ حروف ہین رخو بالفتح والکسر سستی اور نرم و باریک ان کا مجموعہ یہہ ہے۔ خَظَّ هَذَّ غُزٌّ سِفْتُ حَضِّ شَخْصٍ یعنے خظ کے معنے خَظَّ الرَّجُلُ فروہشت اور ستبر بدن اوس کا۔ هَذَّ بالفتح جلد قطع کرنا اور پڑھنا غُزٌّ ایک گروہ ترکون کے۔ حَضِّ اُبھانا شَخْصٌ بالفتح اور کسر جالا ماہی کا۔ یہہ لغات صراح اور قاموس سے لکھے گئے۔ اور یہہ تیرہ حروف رخوہ کے بقول بعض کے ہین اور اکثر کے نزدیک سولہ حروف ہین کہ اوسمین حروف علت کو جو واو الف یا ہے شامل کیا ہے پس شدیدہ (۸) اور رخوہ کے (۱۶) جملہ (۲۴) باقی پانچ حروف متوسط ہین درمیان شدیدہ اور رخوہ کے (اور متوسطہ) کے پانچ حروف کا مجموعہ لِنْ عُمَرُ بقول اکثر کے ہے اور بعض کے نزدیک متوسط کا مجموعہ (لَمْ یَرُوْعُنَا) یعنے کس لئے نہین ڈراتا ہے ہمکو اور (لَمْ یَرْوِعَنَّا) یعنے نہین روایت کیا ہمارے سے یہہ آٹھ حروف متوسط کے اور تیرہ رخوہ کے اور آٹھ شدیدہ کے جملہ ۲۹ ہوئے۔ ایسا ہی ہر صفت اور اوسکی ضد کو جمع کرین تو مجموعہ کامل انتیس کا ہوتا ہے جسطرح مجہورہ ۱۹ مہموسہ دس جملہ ۲۹ ہوئے۔

(چھٹے مُطْبَقَہ) معنے منطبق یعنے برابر ہونا زبان کا حنک اعلےٰ مین وہ چار حروف ہین مجموعہ اُس کا یہہ ہے (صطظض) یہہ منفتحہ کی ضد ہے مطبقہ مین زبان حنک اعلےٰ مین چسپیدہ ہوتی ہے۔

(ساتوین مُنْفَتِحَہ) معنے کشادگی مخرج منہ کا اور لبون کا کہلنا۔ اور یہہ حروف زبان کو حنک اعلےٰ مین چسپیدہ نہین کرتے بلکہ مابین اوس کا کشادہ رہتا ہے مجموعہ اس کا ۲۵ حروف اَبِغْ جَحْدَكَ وَخَفْ عَقِیْمَةً ثَالِسٌ

ذَ ذِ ذُ دَ سْتَانَ ؛

(آٹھوین مُستعلیہ) زبان کا بلند ہونا تالو مین وقت تلفظ حروف مستعلیہ کے مجموعہ اس کا یہہ ہے خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ بمعنے خاص ہوا سخت آدمی جبکہ جھٹکے کوئی چیز دیوار پر۔ پس مستعلیہ مطبقہ سے عام ہے مطبقہ مین اطباق زبان کا حنک اعلےٰ مین ہو یا نہو۔

(نوین مُستَفِلَہ) استفال سے ہے یعنے مایل بہ پستی ہونا زبان کا یہہ ۲۲ حروف ہین مجموعہ اَعُوذَ بِحَجٍّ هَلُمَّا تَبِينُ بِرُّ شُفُسَبَكَ ثَدٍ اور اسیکو منخفضہ بھی کہتے ہین۔

(دسوین مُذلقہ) ذلاقت کے معنے سرعت نطق ہین اور فصاحت اور خفت کلام مین اور ہر چیز کے کنارہ اور تیزی کو کہتے ہین اور زبان کا مخرج سے پھسلنا ہے مجموعہ اوس کا چھہ حروف ہین فَرَّ مِن لُبٍّ بمعنے حکم دے لوٹنے کو۔ اور کوئی رباعی ہو یا خماسی ان حروف سے خالی نہین ہے۔ کیونکہ یہ حروف نہایت خفیف ہین اور سہولت سے نکلتے ہین اور رباعی اور خماسی ثقیل ہے بطلب خفت کے اِن حروف سے کوئی ایک حرف لایا جاتا ہے اگر رباعی اور خماسی مین یہہ حرف نہون تو وہ لفظ عجمی ہو گا یا شاذ طور پر آیا ہو گا جیسے عَسْجَدٌ بمعنے زر عَسَطُوسٌ نام درخت کا ہے

(گیارہوین مُصمتہ) زبان کا مخرج مین بند ہونا مُصمت وہ ہے کہ درمیان خالی نہو اور یہہ مذلقہ کے ضد مین ہے یہہ ۲۳ حروف ہین مجموعہ انکا یہہ ہے۔ سَنَجُ صَدُّ كَ يَا ذُو ضَغْثٍ قَظٍّ عَطِشٍ اَخَذَهُ۔ فائدہ صفات اضداد یہ بالاتفاق پانچ ہین

مجہورہ ۔ اوسکی ضد مہموسہ ۔ شدیدہ اوسکی ضد رخوہ ۔ مستعلیہ اسکی ضد مستفلہ
مطبقہ اوسکی ضد منفتحہ ۔ مذلقہ اوس کی ضد مصمتہ ہے انکی حالات اور
خاصیات اوپر ذکر کئے گئے ہین ۔

پس یہہ صفت کبھی حرف سے جدا نہین رہتے خواہ کسی حالت مین وہ حرف ہو اور باقی صفات جو درج ذیل ہین بعض خاص کسی حرف کے ساتھ مخصوص ہین اور بعض کسی حالت کے ساتھہ ۔

(بارہوین قلقلہ) بمعنے شدت آواز جسطرح مذہب خلیل نحوی کا ہی یہہ پانچ حروف اس مجموعہ مین جمع ہین ۔ (قطب جد) یعنے ترش رو ہوا باپ (جب یہہ حروف ساکن ہون یا حالت وقف مین واقع ہون تو انکے سکون مین شدت ہوتی ہے اور یہہ حرف ہلجاتے ہین اور جنبش ہوتی ہے بعض کے نزدیک مجموعہ اس کا قد طبج ہے طبج کے معنے کسی جوف اور خلو چیز پر مارنا مثل طبل وغیرہ کے یہہ پانچ حرف مقلقل نزدیک جمہور کے ہین اور سیبویہ نے حرف تا کو قلقلہ مین ذکر کیا ہے بعوض با کے اور بعض کا بھی یہی مذہب ہے ۔

(تیرہوین صفت صفیرہ) صفیرہ ایک آواز ہے مانند آواز طیور کے اور یہہ درمیان ثنایا اور نوک زبان سے نکلتی ہے اور خاصہ تین حرف کا ہے ۔ ص س ز ۔ اور صفیر آواز سیٹی کو کہتے ہین ۔

(چودہوین تفشی) تفشی کے معنے پراگندہ ہونے کے یہہ خاصہ شین کا ہی

(پندرہوین مکررہ) یہہ صفت تکریر یعنے دوبارہ پڑہا جانا واسطے حرف را کے

سولہوین انحراف ۔ برگشتہ ہونا اور پہر جانا یہہ خاصہ حرف لام کا ہے

سترہوین صفت استطالت یعنے درازی مخرج کی یہہ خاصہ

حرف ضاد کے لئے ہے۔

[18] اٹھارہوین صفت مدہ یہہ صفت حروف علت جسکو حروف مدہ کہتے ہین۔
[1]و [2]ا [3]ی۔ مین ہوتی ہے جو اقسام مدہ مین ذکر ہوچکا ہے۔

[19] انیسوین لین گو یہہ صفت انہین حروف مدہ مین ہوتی ہے مگر اتنا ہی فرق ہے کہ حرکت ماقبل مخالف رہتی ہے۔ [20] بیسوین اعتلال یہی حروف مدہ ہین کہ کبھی یہہ حرکت جنس ماقبل سے بدلے جاتے ہین اور کسی موقع میں ابدال نہین ہوتا ہی۔ [21] اکیسوین صفت غُنّہ۔ یہہ خاصہ نون اور میم مشدد کا ہی کہ آواز ناک مین گھومتی ہے بسبب کشش غُنّہ کے۔

## صفات عارضی

صفات عارضی تیئس [23] ہین اور عارضی سے یہہ مراد ہی کہ کبھی ہو اور کبھی نہین یعنے جیسا عامل آتا ہے ویسا اپنے معمول پر عمل کرتا ہے۔ **وھو ھذا**

[1] زبر۔ [2] زیر۔ [3] پیش۔ [4] سکون۔ [5] اشباع۔ [6] تفخیم۔ [7] ترقیق۔ [8] اختلاس۔ [9] امالہ۔
[10] وقف۔ [11] روم۔ [12] اشمام۔ [13] تحقیق ہمزہ۔ [14] تسہیل ہمزہ۔ [15] حذف۔ [16] ابدال
[17] ادغام۔ [18] اظہار۔ [19] اخفا۔ [20] قلب۔ [21] مد۔ [22] توسط مد۔ [23] قصر مد۔

# صفات حروف کا دائرہ

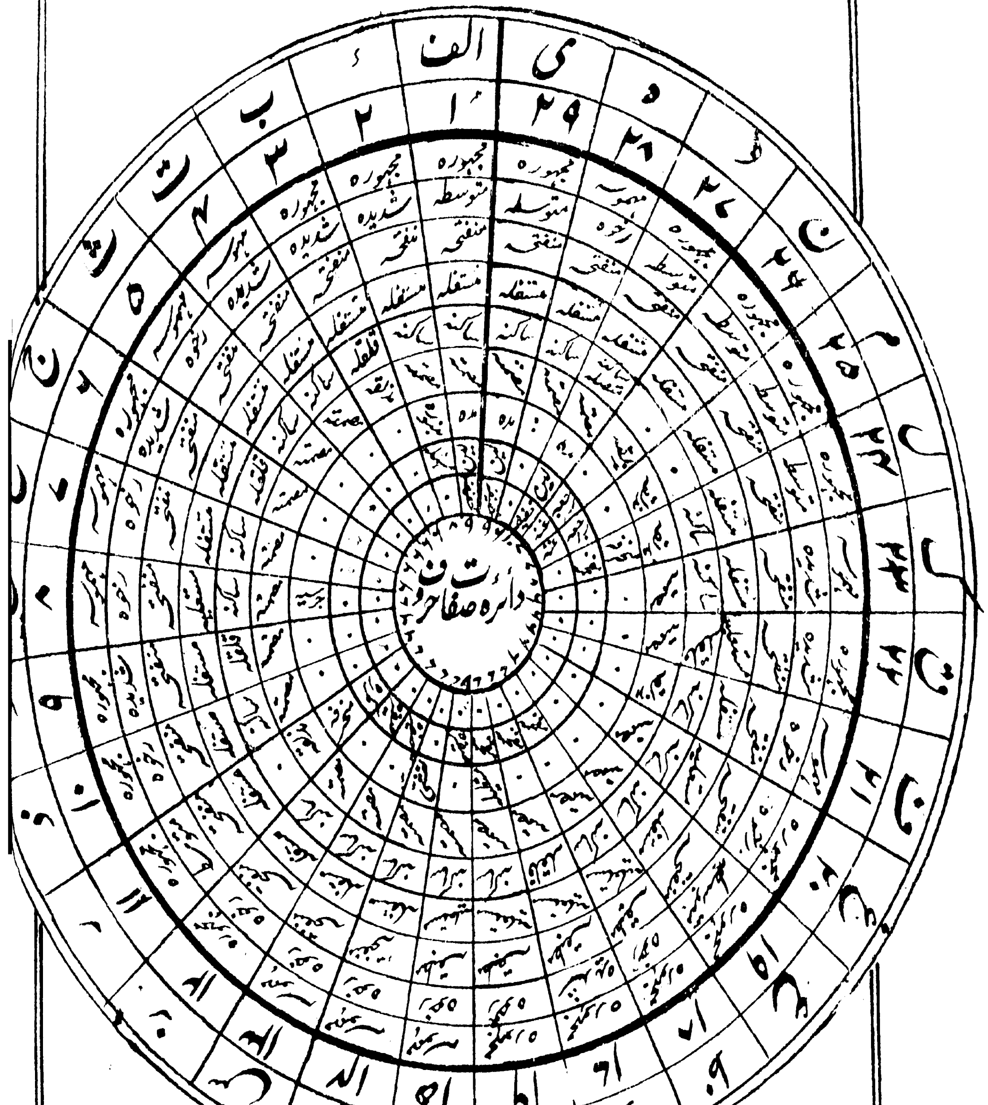

## نقشہ حروف تہجی کی صفات کا باعتبار مخارج کے

| مخرج | نمبر | حرف | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| حلقی | ١ | ا | مجہورہ | متوسط | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | [illegible] | ۔ | [illegible] | [illegible] | ۹ |
| حلقی | ۲ | ء | مجہورہ | شدیدہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | منبورہ | مسہلہ | ۸ |
| حلقی | ۳ | ہ | مہموسہ | رخوہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| حلقی | ۴ | ع | مجہورہ | متوسط | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| حلقی | ۵ | ح | مہموسہ | رخوہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | جرسیہ | ۔ | ۷ |
| حلقی | ۶ | غ | مجہورہ | رخوہ | منفتحہ | مستعلیہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| حلقی | ۷ | خ | مہموسہ | شدیدہ | منفتحہ | مستعلیہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | [illegible] | ۔ | ۷ |
| وسطی | ۸ | ق | مجہورہ | شدیدہ | منفتحہ | مستعلیہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| وسطی | ۹ | ک | مہموسہ | شدیدہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| وسطی | ۱۰ | ج | مجہورہ | شدیدہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | مہ | ۔ | ۶ |
| وسطی | ۱۱ | ش | مہموسہ | رخوہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | تفشی | | ۷ |
| وسطی | ۱۲ | ی | مجہورہ | متوسط | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | لین | خفیفہ | ۔ | مدہ | ۹ |
| وسطی | ۱۳ | ض | مجہورہ | رخوہ | مطبقہ | مستعلیہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | مفخمہ | | مستطیلہ | ۸ |
| وسطی | ۱۴ | ل | مجہورہ | متوسط | منفتحہ | مستفلہ | مذلقہ | ساکنہ | ۔ | مفخمہ | منحرفہ | ۔ | ۸ |
| وسطی | ۱۵ | ن | مجہورہ | متوسط | منفتحہ | مستفلہ | مذلقہ | ۔ | غنہ | راجعہ | ۔ | ۔ | ۷ |
| وسطی | ۱۶ | ر | مجہورہ | متوسط | منفتحہ | مستفلہ | مذلقہ | ۔ | مکررہ | منحرفہ | ۔ | ۔ | ۷ |
| وسطی | ۱۷ | د | مجہورہ | شدیدہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | قلقلہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| وسطی | ۱۸ | ت | مہموسہ | شدیدہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| وسطی | ۱۹ | ط | مجہورہ | شدیدہ | مطبقہ | مستعلیہ | مصمتہ | قلقلہ | ۔ | مفخمہ | ۔ | ۔ | ۷ |
| وسطی | ۲۰ | ذ | مجہورہ | رخوہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| وسطی | ۲۱ | ث | مہموسہ | رخوہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| وسطی | ۲۲ | ظ | مجہورہ | رخوہ | مطبقہ | مستعلیہ | مصمتہ | ساکنہ | ۔ | مفخمہ | ۔ | ۔ | ۷ |
| وسطی | ۲۳ | ص | مہموسہ | رخوہ | مطبقہ | مستعلیہ | مصمتہ | ساکنہ | صفیرہ | مفخمہ | ۔ | ۔ | ۸ |
| وسطی | ۲۴ | س | مہموسہ | رخوہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | صفیرہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۷ |
| وسطی | ۲۵ | ز | مجہورہ | رخوہ | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | صفیرہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۷ |
| شفوی | ۲۶ | و | مجہورہ | متوسط | منفتحہ | مستفلہ | مصمتہ | ساکنہ | لین | خفیفہ | متصلہ | مدہ | ۱۰ |
| شفوی | ۲۷ | ف | مہموسہ | رخوہ | منفتحہ | مستفلہ | مذلقہ | ساکنہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| شفوی | ۲۸ | ب | مجہورہ | شدیدہ | منفتحہ | مستفلہ | قلقلہ | مذلقہ | ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | ۶ |
| شفوی | ۲۹ | م | مجہورہ | متوسط | منفتحہ | مستفلہ | مذلقہ | ۔ | غنہ | راجعہ | ۔ | ۔ | ۶ |

# عمدۃ القصائد

[illegible]

یقول عاصٍ مذنبٌ عبد الولی — ھو ابن سید مولوی احمد علی
کہتا ہے عاصی جو ہے عبد الولی — ابنا سید مولوی احمد علی

الحمد للہ ھو الرب الاحد — الدائم الباقی العلی الفرد الصمد
ہم ہوے پیدا ثنا کیواسطے حمد و تعریف خدا کیواسطے — ہی وہی اللہ تو ہے احد دایم و باقی ہے اور فرد صمد

سبحانہ من خالقٍ قد شرّفنا — عبادہ باتباع المصطفیٰ
پاک وہ خالق کیا جس نے عطا — ہم سبھوں کو اتباع مصطفیٰ

وخصّ بین الخلق بالتمجید — من رتّل القرآن بالتجوید
خاص انہیں فرمایا مجبوبی کے ساتھ — جمع قرآن کو کیا خوبی سے کے ساتھ تجوید

ثم الصلوٰۃ والسلام للنبی — الھاشمی الابطحی العربی
رحمت برکات صلوٰۃ سلام حق سے نازل ہوا الی یوم القیام — مصطفیٰ پر جو کہ ہیں امی لقب۔ ہاشمی و ابطحی اہل عرب

من نوّر الارض بانوار الھدیٰ — روحی واھلی کلھم لہ الفدیٰ
جس نے روشن کر کے انوار ھدا۔ ساری دنیا کو منور کر دیا — روح میری اور میرے اہل بھی سب اپنے قربان انپہ صدقے ہیں سبھی

والہٖ وصحبہٖ اھل العلیٰ — ومن یحبّھم قد اتقیٰ او من ولی
آل و اصحاب ان کے ہیں ارباب جاہ — اے خوشا دل جس کو ہے ان سب کی چاہ

وبعد للحروف اوصاف اتت — خمس فما فوق الی عشرٍ ثبت
بعد حمد و نعت کے صاحب وقوف — پانچ سے دس تک ہیں اوصاف حروف

بحر ۱
اصل بحر اس قصیدہ کی رجز مسدس سالم ہے یعنی مستفعلن مستفعلن مستفعلن دوبار یعنی اشعار میں ان پانچ زحافوں سے کوئی کوئی زحاف واقع ہوا ہے کا مخبون یا مستفعلن سے مفاعلن مطوی یعنی مستفعلن سے مفتعلن مقطوع یعنی مستفعلن سے مفعولن مرفل یعنی مستفعلن سے مستفعلاتن مذال یعنی مستفعلن سے مستفعلان ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

# صفات الحروف

## لِلْهَمْزَةِ نَبْرٌ جَهْرٌ سُفْلٌ سَاكِنَه
## فَتْحٌ سَهِيْلٌ شِدَّةٌ وَالْمُصْمَتَه

(۱) **نبر** کے معنے بلندی کے ہین ۔ اور تیزی کے ۔ کیونکہ ہمزہ محققہ بلند تر ہر حرف سے ہے ۔ اس لئے وقت ادائی اس کے قوت صوتی سے ناف کو جنبش ہوتی ہے ۔ اور اُس کو **منبورہ** کہتے ہین ۔ اور اُس کی ضد تلیّنہ ہے ۔

(۲) **جہر** لغت مین بلندی آواز کو کہتے ہین کیونکہ تلفظاً حروف جہری کا آواز بلند کیا جاتا ہے ۔ اور اُس کے ساکن کئے مین بستگی نفس کو پہنچتی ہے ۔ اس لئے (۱۹) حروف کو **مجہورہ** کہتے ہین ۔ اور نبر و جہر کے درمیان یہ فرق ہے ۔ کہ صفت جہر لازمی ہے ۔ جو ہمزہ سے ہرگز جدا نہین ہوسکتی ۔ اور نبر لازمی سے نہین ہے ۔ صرف ہمزہ محققہ مین نبر کی شان پائی جاتی ہے نہ ہمزہ مسہلہ مین ۔ جہر عام ہے ۔ اور نبر خاص ۔

(۳) **استفال** کے معنے لغت مین پستی طلب کرنے کے ہین ۔ اور جو حروف کہ صفت استفال کی رکھتی ہے ۔ وقت ادائی اُس کے زبان کام پائین مین مائل و ملتی ہوتی ہے ۔ اور رنگ کسرہ کی دیجاتی ہے ۔

(۴) **ساکنہ** کے معنی قایم ہین ۔ سوائے پانچ حروف قلقلہ کے چوبیس حروف مین صفت ساکنہ جاری رہتی ہے ۔ اور کبھی اُسمین جنبش کا اثر مانند قلقلہ کے نہین پایا جاتا ۔

(۵) فتح کے معنی کشادگی ہے۔ اِس لئے پچیس ۲۵ حروف منفتحہ مین زبان
کشادہ رہتی ہے۔ اور اُسکی ضد مطبقہ ہے۔ اور بعضے حرفون مین انفتاح
بشدت کی اور بعضے مین متوسط اور بعضے مین ادنے درجہ کی ہوتی ہے۔ اور
یہ امر شمق سے حاصل ہوتا ہے۔ اور منفتحہ مین انفتاح فم لازم آتا ہے۔

(۶) تسہیل کے معنی آسانی کے ہین۔ اور یہہ صفت ہمزہ مُسہلہ مین
پائی جاتی ہے۔ جب دو ہمزہ ایک جا جمع ہون تو بغرض آسانی ہمزہ ثانیہ کو
تسہیل کرتے ہین مثل أَءَنتم وغیرہ کے اور خاتمہ کتاب مین اُس کا
ذکر ہے۔

(۷) شدت لغت مین سختی کو کہتے ہین۔ اور جو حروف کہ
صفت شدیدہ رکھتے ہین۔ اپنے مخرج مین سخت ہوتے ہین۔

(۸) مُصمتہ یا صمت عبارت ہے خاموشی سے جیسا کہ زخم کا اندمال
پانا اور دو نون لبون کا ملنا۔ اور اس کے معنے اسپ یک رنگ کے ہین
باقی بیان اوس کا دوسرے شعر صفات حرف (تا) مین موجود ہے۔

(۲) ثَلباءِ جَهرٌ شِدّةٌ وَمُذلَقَه
وَاستِفَالٌ انفِتَاحٌ قَلقَلَه

(۱) جہر (۲) شدت اسکی تشریح اوپر ہوچکی ہے۔
(۳) مُذلقہ لغت مین ذلق اور زلق آیا ہے۔ اس کے معنی لغزش کے
ہین۔ چنانچہ حرف مذلقہ بھی اپنے مخرج سے پھسلتا ہے اور تیزی کے
بھی معنی آئے ہین۔ اور ہر چیز کے کنارے کو بھی کہتے ہین۔ بدینوجہ لام
نون را (مہملہ) کنارہ زبان سے نکلتے ہین۔ اور با اور میم و فا کنارہ لب سے
(۴) استفال (۵) انفتاح } ان دونو نکا بیان شعر اول مین لکھا گیا ہے۔

(۶) **قلقلہ** کے معنی لغت مین کودنا اور جنبش کرنی حرف کی اپنے مخرج مین ہے۔ اور ہوئے حرکت بقدر چار یا تین حصہ دینے کے اور بعد ادا حروف قلقلہ کے آواز مین قوت جھندگی کی پیدا ہو۔ اور مجموعہ اس کا **قُطُبُ جَدٍ** اوپر آچکا ہے۔ حروف قلقلہ مین قاف قوی تر ہے۔ چنانچہ اگر قلقلہ مین قاف کی آدہی حرکت ظاہر کیجائے۔ تو بھی قاریون نے جائز رکھا ہے۔ مگر اس امر کی احتیاط ضرور ہی کہ حرف قلقلہ مشدد نہو جائے یعنے صفت قلقلہ حالت وقف مین بعد ظاہر کرنے صفت وقف کے ادا ہو۔ اور اوسکی ضد ساکنہ ہے اور اس کو مستقرہ بھی کہتے ہین۔ اور وہ عمل باقی حرفون مین جاری ہے۔

(۳) **لِلتَّاءِ وَالْكَافِ اسْتِفَالٌ اُهَمِسَتْ**
**فَتْحٌ سَكُونٌ شِدَّةٌ وَاُصْمِتَتْ**

ت اور **ک** کی ایک صفات ہین۔

(۱) **استفال** کا بیان اوپر آچکا ہے۔

(۲) **ہمست** مھموسہ سے ہے۔ مھموسہ کے معنی لغت مین پست آواز کے ہین۔ یعنے **ت** اور **ک** کے ادا کرنیکے وقت پستی کا لحاظ کہ صفت مقررہ اُسکی ہے مدنظر رہے۔ باقی صفت کا ذکر اوپر ہو چکا ہے سلہ

اور خزینۃ الروایات مین لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص نماز مین بجائے تلے مستقیم اور تاء تواباً طا یعنی مُسْطَقِيم اور طوابا پڑہے۔ یا بجائے دال اَحَدٌ حَاسِدٍ وَيَدٌ خُلُوْنَ کے تا پڑہے خزینۃ الروایات مین ہے کہ اسکی نماز فاسد ہوگی۔ اور اس امر کی رعایت ضرور ہے۔ کہ تا وال اور طا نہ ہو جائے۔ خاصتہً اس وقت کہ جب وہ تا ساکن ہو مثل تَغْلُتُ وغیرہ کے۔

تاک ۶
م ۲

(۴) لِلثَّاءِ وَالْهَا مُصْمَتَةٌ وَسَاكِنَةٌ
وَاسْتِفَالٌ فَتْحٌ رِخْوَةٌ هَامِسَهْ

رخوہ کے معنے باریک آواز کے ہین۔ اور وجہ باریکی معتبر قاری کی قرات سے مفہوم ہو سکتی ہے۔ اور یہہ حرف ثا نہایت ضعیف ہی۔ پس اسکی رعایت ادا کرنے کے وقت ضرور ہے خصوصًا اُس وقت جو نزدیک اس کے حرف سین یا صاد اور ضاد ہو۔ اور لحاظ رہی کہ سوائے اپنی مخرج کے رخ زبانکا دوسرے مخرج کیطرف نہ پھر جائے۔ اور برعایت صفات اپنی مخرج سے ادا ہو مثل وَوَرِثَ۔ سُلَيْمَانُ۔ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ۔ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ حَيْثُ شِئْتُمْ۔ اگر کسی نے ثا کو سین کے ساتھ پڑہا تو تلفظ اُس قاری کا خلاف مَآ اُنْزِلَ ہوا۔ اور ترغیب الصلوٰۃ۔ اور صلوٰۃ مسعودی اور فصول عمادیہ مین وارد ہے۔ کہ اگر کوئی شخص بجائے ثا نَفّٰثٰتِ اور تَكَاثُرُ اور فَحَدِّثْ کے سین پڑہے۔ تو نماز اسکی فاسد ہووے له اور ہمس ہا کا سینہ کے اوپر سے نکلتا ہی۔ پس وہ دو طور پر ہے ایک قویہ دوسرا ضعیفہ۔ قویہ اُسکو کہتے ہین۔ کہ بقوت تمام ابتداے مخرج سے انتہاے مخرج تک برآمد ہو۔ اور ہمس ضعیفہ وہ ہے۔ کہ صرف انتہاے مخرج سے نکلے۔ اور قدرت قویہ ضعیفہ کی مشق سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور رعایت اس امر کی خاصةً رکھی جاے۔ کہ ہا۔ حا نہونے پاوے اُسوقت مین کہ نزدیک حرف متقارب کے ہو۔ مثل وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا۔ وَسَبِّحْهُ کے۔ صلوٰۃ مسعودی اور کبیری وغیرہ مین درج ہے۔ کہ اگر کوئی شخص بجائے ہا ہوز کے حا حطی اور بجائے حا حطی ہائے ہوز پڑہے مثل اَللّٰهُمَّ۔ اَللّٰحُمَّ۔ اَلْحَمْدُ۔ اَلْهَمْدُ۔ حَسَدٌ۔ هَسَدٌ۔ وَانْحَرْ۔ فَلَا تَنْهَرْ کے۔ تو نماز فاسد ہووے۔ اگرچہ ذکر مصمتہ کا ہمزہ کے ساتھ تھوڑا سا ہو گیا ہے لیکن کلیتہً

له ترغیب الصلوٰۃ اور صلوٰۃ مسعودی مین [illegible] معتبر [illegible]

تشفی اُس سے نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے پھر بیان کرنا قند مکرر سے خالی نہیں ہے۔ یعنے مصمتہ کے معنی لغت میں منع کرنے والے اور باز رکھنے والے گرانی اور ثقالت کے ہیں۔ اس لئے تیئیس ۲۳ حروف کو سوائے حروف مذلقہ کے مصمتہ کہتے ہیں۔ حروف مذلقہ کی ادائی میں سبکی ہے۔ اور لطافت کے ساتھ ادا ہوتے ہیں۔ اور حروف مصمتہ اس کے برعکس۔ یعنے وہ اپنے مخرج سے بہ ثقالت ادا ہوتے ہیں۔ اسی لئے فصحاء عرب نے حرفوں کی صفات علیحدہ علیحدہ مقرر کی ہیں۔

ج د

(۵) لِلْجِیْمِ وَالدَّالِ اسْتِفَالٌ قَابٌ ثَبَتْ
جَهْرٌ وَشَدٌّ قَلْقَلَہٗ فَتْحٌ صَمَتْ

جیم کو شدت سے ادا کرے نہ اس طور پر کہ مشتبہ بہ زائے فارسی کے ہو جائے۔ اور دال کو اس طور سے پڑھے کہ تا کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے خاصتہً اُس وقت کے بعد حرف کے آوے مثل وَزْدُجِرْ یا بعد حرف صاد کے واقع ہووے مثل یَصْدُرُ کے علیٰ ہذا القیاس۔ باقی صفات کا بیان اوپر آچکا ہے۔

ح

(۶) لِلْحَاءِ هَمْسٌ رِخْوَةٌ صَمْتٌ فَتْحٌ
وَاسْتِفَالٌ سَاكِنٌ جَسٌّ وَضَحٌ

ہمس۔ رخوہ۔ مصمتہ۔ منفتحہ۔ استفال۔ اور ساکنہ کا بیان اوپر ہو چکا ہے مگر اس موقع پر ہمس کی تشریح بسبب خاصئہ حاء کے ادا ہونی چاہئے۔ حاء کی ایک صفت اور بھی ہے۔ کہ اسکو بحہ کہتے ہیں۔ اور بحہ لغت میں بمعنی فشردن کے ہیں اسلئے اسکو بحوحہ کہتے ہیں کیونکہ حاء کے ادا ہونے کیوقت حلق میں فشردگی پیدا ہوتی ہے اگر وہ فشردگی دُور کیجائے یا اٹھائی جائے تو بالکلیہ ہاء ہوز ہوگی۔ اس کے ادا کرنے میں نہایت احتیاط چاہئے۔ خصوصاً اُس وقت میں کہ اُس حرف حاء کے بعد کوئی دوسرا حرف ہمجنس یا قریب المخرج

آملے۔ یا آنکہ منجملہ حروف مستعلیہ کے کوئی حرف آوے۔ تو اُسکی محافظت واجب ہے مثل وَاَحَطتُّ وَحَصحَصَ الْحَقُّ کے۔ جرسیہ کے معنے آواز نرم کے ہین۔ اِس مین کوئی صفت قویہ نہین ہے۔ اکثر لوگ جو صفت مہموسہ کو حاد حطے سے دور کرتے ہین۔ تو اُسمین عین کی بو واقع ہوتی ہے۔ یہ تلفظ بالکل غلط ہے

خ

لِلْخَاءِ هَمْسٌ رَخْوَةٌ فَتْحٌ صَمْتٌ
( ۷ )
عُلُوٌّ سُكُونٌ جَرْسِيَّةٌ سَبْعٌ آتَتْ

تمام حروف استعلا مین تفخیم واجب ہے۔ چونکہ خا بھی منجملہ حروف مستعلیہ سے ہے۔ بدین وجہ خا کی تفخیم بدرجہ اولے ادائی کے لایق ہے۔ اور تفخیم یعنی پُری حرفون کی تین قسم پر ہے۔ ایک اعلی دوسری اوسط تیسری ادنے اور خاص کر جب حرف استعلا پر زبر ہو اور بعد اُسکے الف آوے جیسے غَالِبٌ طَالِبٌ تو تفخیم اعلی درجہ کی ادا کرنی چاہیے۔ اور ضمہ کی حالت مین درجہ توسط کی جیسے تَنقُصُ الاَرْضُ اور کسرہ کی حالت مین ادنے درجہ کی۔ جیسے صِرَاطَ المُستَقِيمَ اِذْ قِيلَ۔ غَاسِقٍ۔ اگر حالت کسرہ مین بالکل تفخیم دور کیجاوے۔ تو شان تلفظ مین غلطی واقع ہوگی۔ پس باحتیاط تمام ادا کرنا چاہیے۔

ذ

لِلذَّالِ جَهْرٌ رَخْوَةٌ وَّالاِسْتِفَالُ
( ۸ )
فَتْحٌ سُكُونٌ مُصْمَتٌ يَا ذَا الْكَمَالِ

جملہ صفات کی تشریح اُوپر ہوچکی۔ اور یہان رخوہ سے یہی مراد ہے۔ کہ ذال سُستی سے ادا ہو۔ بعضون نے اُسکا مجموعہ ۱۵ اور بعضون نے ۱۳ لکھا ہے چنانچہ دونون کا جملہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔ اور زلّتُ القاری مین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص بجائے ذال مُنذِرِينَ کے ظا یعنی مُنظَرِينَ پڑھا دیا جائے۔ ذَلَّلْنَاهَا کے ظَلَّلْنَاهَا کہا۔ تو نماز فاسد ہوگی پس چاہیے کہ

ادائے ذال مین نہایت احتیاط مدنظر رکھین۔ اگر جملہ مثالین بیان کیجاوین تو بسبب طوالت کے اس رسالہ کا حجم زاید ہوجائیگا۔ اسلیئے اختصار کیا گیا۔

(٩)

لِلرَّاءِ ذَلْقٌ وَانْحِرَافٌ كُرِّرَتْ
فَتْحٌ وَجَهْرٌ وَاسْتِفَالٌ وُسِّطَتْ

سوائے صفت منحرفہ او تکرار اور متوسطہ کے جملہ صفات را بالا مذکور رو مسطور ہوچکی ہین۔ انحراف کے معنی لغت مین منحرف ہونا اور پھر جانے کے ہین اور یہانپر برگشتگی سے یہ مراد ہے۔ کہ حرف را کے ادائی مین زبان اپنی مخرج سے پلٹ جائے۔ کیونکہ اسکی صفت ہی اور را و لام کو اسی وجہ منحرفہ کہتے ہین کہ وقت ادائی را کے زبان شدت سے رخاوت کے ساتھ منحرف ہوتی ہی۔ اور وقت ادائی لام کے زبان رخاوت سے شدت کے طرف منحرف ہوتی ہے یعنے لام کے ادا کے وقت زبان مخرج سے پہسلجاتی ہی اور نون و را کی بہی یہی حالت ہی اسلئے ذلاقیہ مشہور ہین۔ اور جاننا ادائی صفات کا مستند قاری سے معلوم ہوتا ہی۔ تکرار کی معنی یہ ہین کہ بار دوبارہ پڑھی جا اور یہ صفت تکرار خاص را کے ساتھ مخصوص ہے۔ وقت تلفظ را پہ ایسے تکرار کی صفت ایسی معلوم ہو۔ کہ پوری پوری حالت پر دو را نہ ادا ہون۔ بلکہ جنبش کے ساتھ دو حصہ مشابہت پائی جائے۔ اگر را مشدد ہو۔ تو صفت ادائی را اس سے خارج نہ ہو۔ جیسے مُسْتَقَرًّا۔ بعضے گمان کرتے ہین۔ کہ حقیقت اور ماہیت تکرار کی لغزش دینا زبانکا ہی چندبار۔ یہ امر بالکل خلاف ہی۔ کیونکہ تلفظ میں ایک را کی دو را پیدا ہوتی ہین اور کلام اللہ شریف کی حرفون مین زیادتی کرنا حرام ہی۔ جو شخص کلام مجید مین زیادتی کرتا ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ملعون فرمایا ہے۔ پس اخفا کے تکرار مین بہت کوشش کرے۔ لیکن اخفائے تکرار اس حد کے ساتھ نکرے۔ کہ صفت تکرار بالکل زائل ہوجائے۔ را کے مخرج سے زبان

ب

سه قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ لعنہم اللہ تعالی وکل نبی مجاب الدعوات الزائد فی کتاب اللہ تعالی والمکذب بقدر اللہ تعالی والمتسلط بالجبروت لیعز من اذلہ اللہ تعالی ویذل من اعزہ اللہ تعالی والمستحل لحرم اللہ تعالی والمستحل من عترتی ما حرم اللہ تعالی والتارک لسنتی فان اللہ تعالی لا ینظر الیہم یوم القیمۃ نظر الرحمۃ منبہات ابن حجر مکی ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢ ١٢

کو اس طور پر لگائے۔ اور اُس سے علیحدہ کرے۔ کہ صرف تکرار کی آواز خفت کے ساتھ معلوم ہو۔ اور حصر صوت مین مبالغہ نہ کرے۔ ورنہ بوجہ حصر صوت اسکے طا کے ساتھ مشابہت پائی جائیگی۔ توسط کے معنی حال اوسط کے مین درمیان شدیدہ اور رخوہ کے۔

(۱۰)
لِلزَّاءِ صَمْتٌ رَخْوَةٌ فَتْحٌ جَهْرٌ
وَاسْتِفَالٌ سَاكِنٌ صَفِيرٌ إِذَا اشْتَهَرْ

جملہ صفات بالا مذکور ہو چکی ہین۔ صفت صفیرہ باقی ہے۔ پس لغت مین صفیر کے معنی پیدا اور موجود کرنے کے ہین۔ وہ اُس آواز سے عبارت ہے۔ جو درمیان سے سامنے کے دانتون سے نکلتی ہے۔ مثل آواز پرندے سیٹی کے۔ اُس کے حرف تین ہین یعنی س ز ص۔ ان حرفون کو صفیرہ کہتے ہین۔ کہ آواز مذکور وقت ادائی سین کے کہ منجملہ حروف مہموسہ کے ہے صفیرہ نرم اور باریک نکلتی ہے۔ اور صاد مین کہ حروف مطبقہ اور مستعلیہ مین سے ہے صفیرہ بلند نکلتی ہے۔ اور زا مین صفیر جہر کے ساتھ۔ کہ منجملہ حروف مجہورہ کے ہے۔ پس صفیری حرف ہوئے اور تین درجے مقرر کئے گئے۔ اعلیٰ اوسط۔ ادنے۔ صاد کی صفیر اعلےٰ اور زا کی صفیر اوسط اور سین کی ادنے ہے۔ صاد کی صفیر مثل آواز پرواز جانوران پرند یعنی باز وغیرہ کے ہے۔ اور زا کی صفیر مشابہ آواز زنبور سیاہ یا سرخ کے۔ اور سین کی صفیر اُس آواز سے مشابہ ہے۔ جو سانپ تیز رفتار کی رفتار مین سُنی جاتی ہے۔

جاننا چاہئے کہ جب صفیر نکالی جائے۔ تو لبون کو جنبش نہ ہونے پائے۔ کیونکہ حروف صفیرہ منجملہ حروف شفویہ سے نہین ہین بلکہ وسطیہ سے ہین۔ اسموقع پر لبون کی جنبش قسم اسکے خلاف شان ہے۔

س

(۱۱) لِلسِّيْنِ هَمْسٌ رَخْوَةٌ صَفِيْرٌ فَتْحٌ
وَاسْتِفَالٌ سَاكِنٌ صَمْتٌ انْفِتَاحٌ

جملہ صفات کا بیان اوپر ہو چکا ہے - سین کے ادا کرنے کے وقت یہ احتیاط لازم ہے - کہ سین کی آواز صاد کی آواز کے مشابہ نہ ہو - اور صفت منفتحہ اور مستفلہ کی اوس سے زایل نہ ہونے پائے خصوصًا جبکہ مطبقہ کے حروف کے بعد آ ماند بَسْطَتْ اور مُسْطُوْرًا کے - چونکہ حرف سین منجملہ حروف مشتبہہ الصوت کے ہے - اس لئے زیادہ تر احتیاط نظر ہے - اگر کوئی شخص بجائے سین کے النّاس وَسِيْقَالٌ وغیرہ کے صاد پڑہا تو تغیر معنی کے سبب باتفاق نماز فاسد ہوئی

ش

(۱۲) لِلشِّيْنِ هَمْسٌ رَخْوَةٌ فَتْحٌ سُفْلٌ
تَمٌ تَفَشِّيْ سَاكِنٌ صَمْتٌ نُقِلَ

جملہ صفات بالا مذکور ہو چکی ہیں - تفشی کے لغوی معنی گرم ہو نکلے ہیں اور یہاں مراد پھیلانا زبان کا ہے کام بالا مین گرمی کے ساتھہ - تفشی وغیرہ کی صفت اس سے دور نہ کرے - خصوصًا اسوقت کہ وہ شین ساکن ہو مانند یَسْتَرُوْنَ کے - اور تشدید کی حالت مین بھی وہ عمل باقی رہنا چاہئے مثل مَشَّاءٍ کے -

ص

(۱۳) لِلصَّادِ هَمْسٌ سَاكِنٌ عَلُوٌّ صَمْتٌ
تَخْمٌ صَفِيْرٌ مُطْبِقٌ قَدْ اُرْخِيَتْ

مہموسہ ساکنہ مصمتہ صفیرہ اور رخوہ کا بیان اوپر ہو چکا ہے - تفخیم پُر پڑہنے کو کہتے ہین - اور استعلا کے معنی طلب بلندی کے ہین - اور مطبقہ کے معنے تہ بتہ کئے ہوئے کے ہین - پس یہ دونون صفات کا جدا ہونا حرف صاد سے ممکن نہین ہے - چونکہ یہ حرف مشتبہہ الصوت ہے - لہذا احتیاط کرنی

باہئے کہ سین یا ثا نہو جاوے۔ خزینۃ الروایات مین لکھا ہی کہ مَنْ لَمْ یَفْرِقْ بَیْنَ الصَّادِ وَالسِّیْنِ وَکَذَا بَیْنَ الْحَاءِ وَالْهَاءِ لَمْ یَجُزْ صَلوٰتُهٗ یعنی جو شخص نہ فرق کرے درمیان صاد اور سین کے اور حائے حطی اور ہائے ہوز کے۔ تو نہین جائز ہے نماز اسکی۔

(۱۴) لِلضَّادِ طَبْقٌ فَخْمُهَا طُوْلٌ رُخُوْ
جَهْرٌ سُكُوْنٌ مُصْمَتٌ ثُمَّ الْعُلُوْ

ض

استطالت کے سوا سب صفات اوپر مذکور ہو چکے مین! استطالت کے معنی درازی چاہنا۔ پس یہہ حرف ضاد ابتدا ے نواجز سے ضواحک تک دوسرے حرف کو نزدیک نہین آنے دیتا ہے۔ پس تمام حرفون مین یہ حرف بمنزلہ بادشاہ کے ہے۔ نواجذ آخری داڑھ کو کہتے ہین۔ ضواحک کوچلی سے کے بازو کی داڑھ کو۔ معلوم کرنا چاہئے کہ ایک نواجذ اور تین طواحن اور لفف ضواحک بالا سے۔ ساتھ لگانے اور ملانے سالم کنارہ زبان کہ جسکو حافہ کہتے ہین۔ حرف ضاد نکلتا ہے۔ بعض کے نزدیک اسکی ادائی سیدھے طرف سے ہے۔ اور بعض کے نزدیک بائین جانب سے۔ لیکن چونکہ جملہ مخارج کا خروج بائین جانب سے ہی۔ لہذا اسکی ادائی بھی بائین جانب سے آسان اور بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین سیدنا عمرؓ و سیدنا علیؓ رضی اللہ تعالے عنہما نے دونون جانب سے ادا فرمایا ہی۔ اور حق وہی ہے۔ یہان دونون جانب سے یہ مراد نہین ہے کہ ایک ہی وقت مین دونون کروٹین زبانکی نواجذ سے ضواحک تک آملین بلکہ وہان یہہ مقصود ہے کہ اگر بائین جانب سے ادا کرنا منظور ہو تو زبانکی بائین کروٹ کو ابتدا سے انتہاے مخرج تک ملاوے۔ اور داہنے حافہ (کروٹ) کو حنک (تارک) اعلیٰ مین ملاوے۔ تب سانس اندرونی جو قوت صوتی سے باہر آئیگی۔ بوجہ نہ ملنے راہ کے وہین غلطان رہے گی۔ اس کے علحدہ کرنے

سے کے وقت جو سانس کی بندش تھی اُس سے پُری اس حرف مین واقع ہوگی۔
ایسا ہی اگر داہنے طرف ادائی منظور ہو تو داہنے جانب کا حافہ مخرج مقررہ پر لگاوے
اور بائین حافہ حنک اعلےٰ مین (کہ جسکو تارک یا تالو کہتے ہین) چسپان کرے۔ اگر یہ حرف
ضاد مخرج مقررہ سے ادا نہ ہو تو ضرور زبان مخرج دال پر جا ملیگی۔ اور حرف ضاد کو
بمشابہت دال کے پڑھنا خلاف ہے کیونکہ دونون کی صفات علٰحدہ علٰحدہ مقرر
کیگئی ہین۔ اور مخارج مین بھی دونون کے تفاوت اور تباین کلی ہی یعنی دال ثنایا علیا
اور نوک زبان سے نکلتا ہی اور واسطے ضاد کے مخرج خاص بغیر شرکت دوسرے
حرف کے علٰحدہ علٰحدہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور مشابہت ظا کے ساتھ بھی نہ پایا جا
کیونکہ یہ بھی ثنایائے علیا مین مخرج لثوی سے نکلتا ہے۔ یہ اہتمام کیا جائے
کہ ادائی ضاد کے وقت منہ وغیرہ کو جنبش نہ ہونے پائے۔ کیونکہ کلام
ربانی مین مُنہ کا ٹیڑھا ہونا اور شکن کا پڑہنا قرار کے خلاف شان ہی۔ بلکہ
اُسوقت مین تو بوجہ قربت کلام ربانی کے چہرہ پر فصاحت پائی جائے۔ بعضون
نے مُنہ پر شکن کا پڑنا جو تحریر کیا ہے۔ شاید اسکی بھی کوئی دلیل ہو مگر میری نظر
سے نہین گذری۔ اور نقاب کا چہرہ پر ڈالنا بھی قاری کی فصاحت کو بدنما ہی
اور خوب احتیاط کرے اُسوقت مین جو مُشتبہ الصَّوت کا کوئی حرف نزدیک
اُس کے واقع ہو۔ مانند اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ فَمَنِ اضۡطُرَّ وَاغۡضُضۡ يَقۡبِضۡنَ
کے بعض کتب مین یہ لکھا ہے کہ حرف ضاد مُشتبہ الصَّوت ظا کا ہے
اُسکی وجہ یہ ہے کہ ضاد کی جتنی صفات ہین اتنی ہی ظا کی ہین۔ اِلّا ایک
صفت استطالت کہ خاص ضاد کے لئے بسبب درازی مخرج کے مقرر کیگئی ہے
یہ صحیح ہی کہ بوجہ اشتمال جملہ صفت کے ضاد کو ظا کے ساتھ تبدل کرکے پڑھی اور
ایک صفت استطالت جو جزی ہے کُلّی کی نسبت مین اثر پذیر نہین ہے۔ اگر

صرف اتحاد صفات پر ضاد کو ظا پڑھتے ہے۔ تو یہ اعتراض قوی وارد ہو سکتا ہے کہ
حروف تہجی میں جتنے حروف متحد الصفات ہیں۔ بجائے ایک دوسرے کے مستعمل
ہوں۔ چنانچہ تؔ اور کافؔ اور ثؔ ۔ ھؔ جیمؔ ۔ دال واؔو اور یاؔ ۔ میمؔ
اور نونؔ متحد الصفات ہیں۔ یعنی جو تؔ کے صفات ہیں وہی کاف کی ہیں اور
جو ثؔ کی وہی ھ کی۔ اور جو جیم کی صفات ہیں وہی دال کی۔ اور جو میم کی
ہیں وہی نون کی۔ اور جو واو کی ہیں وہی یا کی۔ اگر اتحاد صفات پر حصر ہوتا
تو ایک ہی حرف متحد الصفات کی جگہ کارگر ہوتا۔ لیکن جو قرآن المعظم اور مکرم
کی تنزیل ہے وہ ۲۹ حروف تہجی سے ہے جب ضاد کو ظا کے ساتھ تبدیل
کریں۔ تو ایک حرف کی کمی لازم آتی ہے۔ اور وجود ضاد کا جو بشیتر جا سے بیکار
معطل ٹھہرایا جاتا ہے اسلیئے شیخ محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ نے ضاد کو ظا سے
تمیز اور جدا کرنے کے واسطے تاکید فرمائی ہے۔ کہ ضاد کو ظا کے ساتھ
ذرا بھی نہ مشارکت مخرجی ہے اور نہ مشابہت صفتی۔ سلہ

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّمَخْرَجٍ مَيِّزْ مِنَ الظَّاءِ كُلُّهَا تَجِيْ

یعنی تمیز کرے اور جدا کرے ضاد معجمہ کو ظاء معجمہ سے بسبب مغایرت صفت استطالت
کے کہ خاصۃ ضاد کے لئے ہے۔ اور ظا میں نہیں ہے۔ یا باعتبار مخرج کے تمیز
اور جدا کر ضاد کو ظا سے بسبب بعدت اور مخالفت مخرج کے۔ صلوٰۃ مسعودی
اور فصول عمادی اور ترغیب الصلوٰۃ میں وارد ہے۔ کہ اگر کوئی شخص بجائے
وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے ظَآلِّيْنَ یا ذَآلِّيْنَ یا دَآلِّيْنَ و یا بجائے تَضْلِيْلٍ
کے تَظْلِيْلٍ یا تَذْلِيْلٍ یا تَدْلِيْلٍ تو نماز فاسد ہووے۔ اور خوب
احتیاط کرے کہ یہ حرف علحدہ علحدہ موقع پر آپ میں پڑھے جائیں۔ اور
صورت المخارج کے دیکھنے اور مطابقت کرنے سے تصدیق اس بیان کی بخوبی

سلہ اور ضاد معجمہ میں صفت استطالت یعنی درازی مخرج ہے بہ نسبت ظاء معجمہ کے ضاد معجمہ اور جدا کرے تمام ما سے

ہو سکتی ہے۔ بعون اللہ تعالیٰ۔ تمام مثالیں اس مختصر رسالے میں گنجایش نہیں۔ لکھی ہیں

(۱۵)
لِلطَّاءِ جَهْرٌ شِدَّةٌ صَمْتٌ ثَبَتْ
ضَغْطٌ وَتَفْخِيمٌ عُلُوٌّ أُطْبِقَتْ

جملہ صفات کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ ضغط کے معنی لغت میں افشردن و تنگ کردن کے ہیں (اور ضغط اور قلقلہ از رو سے معنی کے قریب قریب ہیں۔ چونکہ طا منجملہ حروف قلقلہ کے ہی۔ اسلئے لباسلہ موزونیت شعر کے ضغط کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بجائے قلقلہ کے داخل فرمایا کہ قطع سلسلہ صفت قلقلہ کا نہو جائے) چونکہ طا منجملہ حروف قویہ وسطیہ کے ہے۔ تو تفخیم بھی پوری پوری ادا کرنی چاہیئے۔ اور مشابہت طا کے ساتھ نہو نے پائے۔ اور استعلا اور اطباق اسکا پورا پورا ادا ہو۔

(۱۶)
لِلظَّاءِ الِاسْتِعْلَاءُ جَهْرٌ مُطْبَقَهْ
رَخْوٌ تَفْخِيمٌ سَاكِنٌ فَا الْمُصْمَتَهْ

جملہ صفات بالا مذکور ہو چکی ہیں۔ اور مکرر لکھنا خالی از طوالت نہیں ہے۔

(۱۷)
لِلْعَيْنِ جَهْرٌ ثُمَّ وَسْطٌ سُفِلَتْ
فَتْحٌ سُكُونٌ مُصْمَتٌ قَدْ نُقِلَتْ

جملہ صفات اوپر مذکور ہو چکی ہیں۔ بس تلفظ حرف عین کا ساتھ شان اور رعایت تسفل اور توسط کے نہایت ہی مشکل ہے۔ اسمیں زیادہ تر احتیاط چاہیئے۔ کہ اسکا مخرج بھی وسط حلق سے ہے اور حرف متوسطہ کو زیادتی تسفل اور زیادتی غلو سے بچانا ضرور ہے۔ کیونکہ درجہ توسط کا لحاظ بسبب صفت اور مخرج کے مقدم ہے۔ عین کو باریک ادا کرے خصوصاً اسوقت جبکہ الف پہلے آوے مانند عالمین کے۔ اور اگر عین کے آگے آئے تو خفیف ادغام نہونے پائے

مانند وَ شمغ غیرِ مُسْمِعٍ کے ۔ اور بحالت تشدید مین خفت کے ساتھ مشابہ نہ ہو اور بجائے عین کے ہمزہ ہی نہ پڑھا جائے ۔ اگر کوئی شخص بجائے یَوُدُّہٗ کے یَعُوْدُہٗ اور اَنْعَمْتَ کے اَنَامَتَ پڑھے تو بالیقین نماز فاسد ہوئی ۔ خزینۃ الروایات مین اس کی تشریح کامل ہے ۔

(۱۸) لِلْغَیْنِ جَھْرٌ رَخْوَۃٌ فَتْحٌ عُرِفْ
صُمْتٌ سُکُوْنٌ ثُمَّ عُلُوٌّ قَدْ وُصِفْ

غ

جملہ صفات کا بیان اوپر ہو چکا ہے ۔ ادائی کے وقت غین کی رعایت ملحوظ رہے ۔ کہ قاف کے ساتھ ملتی نہو مثل یَغْشٰی اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ کے یہ حرف غین منجملہ حروف لقریہ یعنی قویہ اور مفخمہ سے ہے اس کی ضد غنمیہ یعنی ترقیق ہے ۔

(۱۹) لِلْفَا ھَمْسٌ رَخْوَۃٌ فَتْحٌ اِلٰی
کَانَ الْاِسْتِفَالُ سَاکِنٌ فَمِنْ لَقَا

ف

تسفّل فا کی شان بغیر تعلق لب بالا اور جنبش اوسکی لب زیرین سے ادا ہوتی ہی ۔ باقی صفات اوپر بیان ہو چکی ہین ۔ یہ ضرور لحاظ رہے ۔ کہ فا عجمی نہ ہو جائے ۔

(۲۰) لِلْقَافِ اِصْمَاتٌ وَ جَھْرٌ قَلْقَلَہٗ
وَ شِدَّۃٌ فَتْحٌ کَذَاکَ التَّعَلِیَہٗ

ق

قاف کو ایسا ادا کرے ۔ کہ استعلا کی صفت نہ جاتی رہے ۔ اور غین و کاف کے ساتھ مشابہ نہ ہونے دے ۔ مانند خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ کے ۔ سکون کی حالت میں قلقلہ پورا پورا ادا ہو ۔

(۲۱) لِلَّامِ وَسْطٌ جَھْرٌ فَتْحٌ اُسْلِبَتْ
وَ نَحْمُ ذَلْقٌ انْحِرَافٌ اُسْفِلَتْ

ل

لام نہایت نزاکت سے ادا ہو۔ خصوصًا اوسوقت کہ حرف استعلا کے بعد آوے
مانند ظَلَّ اور ضَلَّ اور یُصَلّٰی کے۔ لام کے سکون کی رعایت کا لحاظ بیشتر
رکھا جاتا ہے۔ اور لام ساکن اِن چودہ حروف شمسیہ میں مدغم ہوتا ہے۔ شمسیہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب یہ چودہ حروف بعد لام ساکن کے آتے ہیں تو لام کو شدید
ہو جاتا ہے جیسا کہ آفتاب کے نکلنے سے تارے چھپ جاتے ہیں پس لام بمنزلہ
تارہ کے اور چودہ حروف بمنزلہ آفتاب کے ہیں۔ مانند اَلتَّوبَۃ اَلتَّوَّابُ
اَلَّذِیْنَ کے اور وہ چودہ حروف یہ ہیں۔ تا ثا دال ذال را زا سین شین
صاد ضاد طا ظا لام نون اور باقی حروف کو قمریہ کہتے ہیں اس میں حکم
اظہار کا ہی۔ اور وہ یہ ہیں ا ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ھ
ی قمر چاند کو کہتے۔ یعنے بوجہ نکلنے قمر کے ستاروں کی روشنی
زائل نہیں ہوتی پس یہاں لام بھی قایم ہے مانند ستاروں کے جیسطرح اَلْبَابُ
اَلْجَنَّۃُ۔ اَلْحَمْدُ کے اور جب لام ساکن کے بعد دوسرا لام متحرک آوے تو حالت
ادغام کی پیدا ہوگی جیسطرح وَیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا ۵ سورہ نوح میں ہے
اور تفصیل ادغام کے مقام ادغام متماثلین میں بیان کئے گئی ہے۔

م ن

لِلْمِیْمِ وَالنُّوْنِ غُنَّۃٌ فَتْحٌ جَهْرٌ
(۲۲)
ذَلْقٌ سُفْلٌ وَسْطٌ رَاجِعٌ مُعْتَبَرٌ

سوائے صفت راجع اور غنہ کے جملہ صفات کا ذکر اوپر لکھا جا چکا ہے
میم کو نہایت باریک ادا کرے اور پُری کی بو مطلق نہ دے۔ کیونکہ یہ منجملہ
حروف غنمیہ سے ہی خصوصًا اُسوقت کہ برابر حروف مفخم کے آئے۔ مانند
مَخْمَصَۃٍ جب میم الف کے آگے ہو۔ تو خوب احتیاط کرے مثل مَالِکِ
مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ میم ساکن کے تین حکم ہیں ادغام۔ اظہار۔ اخفا۔ ادغام اُسوقت ہوتا ہی

جبکہ میم ساکن کے بعد دوسرا میم آوے جیسے اَمَّنْ خَلَقَ۔ وَاللّٰہُ اَنْبَتَکُمْ
مِّنَ الْاَرْضِ اخفا اوس وقت میں ہوتا ہے۔ جبکہ میم ساکن کے بعد بار موحدہ
آوے مانند یَعْتَصِمْ بِاللّٰہِ وَاِنَّ رَبَّہُمْ بِہِمْ کے پس حالت ادغام اور اخفا میں غنہ بسکی کی
ساتھ بقدر تاخیر ایک الف کے ادا ہوتی ہے۔ اظہار۔ باقی حرفوں میں اظہار کرے
جب میم ساکن کے بعد آوے۔ اور خاصتہً واو اور فا جب میم ساکن کے بعد آوے
تو خوب اظہار کرے۔ جیسے ھُمْ فِیْہَا اور عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔
بائے موحدہ میں بھی اظہار مذکور ہے۔ اور اظہار اور اخفا کی روایات صحیح ہیں
مگر اخفا کا رواج بیشتر ہے۔
غنہ وہ آواز ہے۔ کہ آخر خیشوم یعنی ناک کی جڑ سے نکلتا ہے۔ جو دماغ سے
ملحق ہے۔ اور میم و نون ساکن کو اس لئے حروف غنوی کہتے ہیں۔ اور غنہ کو
ایک حصہ ساتھ خیشوم کے اور دو حصہ ساتھ دماغ کے تعلق ہے۔ اخفا کی آواز
غنہ کے خلاف ہے یعنی دو حصہ ساتھ خیشوم کے اور ایک حصہ ساتھ دماغ کے
ادغام مع الغنہ کی مِنْ مَّآءٍ مَّہِیْنٍ ۃ حَمَّالَتَ الْحَطَبِ اور مثال
اخفا کی اِنْ کُنْتُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ۔ صوت ادغام اور اخفا کا فرق
قاری باسلیقہ خوب سمجھ سکتا ہے۔
راجعہ میم اور نون کو اس لئے راجعہ کہتے ہیں۔ کہ حالت سکون میں مخرج اول سے
یعنی دوسرے مخرج خیشوم کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ مجھے حضرت استادی رحمۃ اللہ
علیہ سے ایک فائدہ اس محل پہونچا ہے۔ کہ صفت راجعہ تین قسم پر منقسم ہے
اور اس کے ساتھ حروف مستعلیہ اور نون اور میم ساکنین یعنی خ ص ض
ط ظ غ ق ۔ ۔ ہیں جاننا چاہئے کہ راجعہ درجہ اول کی صفت بغیر تعلق
خیشوم کے صرف تعلق دماغ سے سات حروف مستعلیہ میں ہے

اور میم ساکن مین صفت درجہ دوم کی۔ کس لئے کہ اسکو زیادہ تر مداخلت دماغ سے ہے اور
تھوڑا سا تعلق خیشوم سے۔ نون ساکن مین صفت ناصیہ تیسرے درجہ کی ہے۔ کیونکہ اسکا
زیادہ تر تعلق خیشوم کے ساتھ ہے اور کمتر دماغ کیساتھ اسکی تحقیق نہین لوگونکو ہے جو قراء عرب سے تعلیم یافتہ ہین

(۲۳) وَالْحُرُوْفُ الْمَدِّ تِسْعُ خَاصِيَة
جَهْرٌ وَصَمْتٌ مَدُّهَا وَسَاكِنَه

(۲۴) فَتْحٌ وَلِيْنٌ وَسْطٌ تَخْفِيْفُ سُفْلُ
وَالِفَا فَخْمَةٌ وَالْوَاوُ التَّصِلْ

صفت جہری مصمتہ۔ ساکنہ۔ منفتحہ۔ متوسطہ۔ مستفلہ۔ مخففہ اوپر مذکور ہو چکین اور صفت مدہ
اور لین باقی ہے صفت مدہ وہ ہے۔ جو حروف مدہ کی حرکت ماقبل موافق ہوا۔ اور لین مین حروف
مدہ کی حرکت ماقبل مخالف ہوتی ہے۔ حروف مدہ تین ہین انکا مجموعہ وَآیِ ہے۔ الف کا مفصل حال
پہلی فصل مین ابتدا ہی بیان ہو چکا ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے۔ واو اور یا کی حالتین جب واو پر
ضمہ اور کسرہ ہو تو خوب احتیاط کرے کہ ساتھ ملنے دونون لبون اور ضم شفتین کے ادا ہو۔
مانند تَفَاوُتْ۔ وَوُجِهَتْ کے۔ اور اجتماع واوین یعنے واقع ہونا دو واو کا پانچ قسم پر ہے
پہلی واو اول ساکن ہو اور دوسرا متحرک۔ اور حرکت اسکی جنس کے ماقبل نہ ہو جیسے اٰوَ
وَّنَصَرُوْا ہُم اٰوَوْا اَتَصَرُ۔ تو یہان ادغام کرنا چاہئیے دوسرے واو ساکن ہو۔
اور اس کے ماقبل پیش مانند اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا کے پس یہان اظہار کا حکم ہے اور ایسے
ہی موقع مین ضم شفتین واسطے درستی ادائی ضمہ واو کے واجب ہے اس واو کیلئے یہی حکم ہے
کہ جو صلہ ضمیری مین واقع ہو مانند فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ کے۔ صلہ ضمیری وہ ہے
کہ اس ہا کو اس واو یا سے ملا کر پڑھتے ہین یعنے اگر ہا پر پیش ہے تو واو کی بو دیجاتی ہے
اور زیر کی حالت مین یا کی تیسرے۔ واو اول پر پیش۔ اور دوسرا ساکن مانند
وُوْرِيَ وَيَلْوُوْنَ کے چوتھے۔ دو نون واو متحرک ہون مانند وَوُعِدَ لَكَ

وَوَضَعَ - یا مجرین واو اول مشدد ہوا اور دوسرا متحرک مانند بالغُدُوِّ وَالْآصَالِ کے
پس ان تمام حالتون مین واؤ کو خوب ظاہر کرکے ادا کرے یعنے ناواقف واو کو ساتھ تفخیم
کے ادا کرتے ہین - حالانکہ واو منجملہ حروف شفویہ سے ہے - اور کوئی صفت تفخیم کی حروف شفویہ مین
نہین ہے اور قراء سبعہ سے بھی کسی قاری نے واو کو تفخیم اور استعلا کے ساتھ نہین پڑہا ہے
اجتماع یائین بھی چار قسم پر ہے (۱) وہ یا کہ پہلے ساکن دوسرے متحرک ہو اور حرکت
ماقبل موافق فِیْ یَوْمٍ کے اور ایسا ہی حکم ہے اس یا کا جو صلہ ضمیری ہے مانند لِقَوْمِهٖ
یٰقَوْمِ اس کا حکم یہ ہے - کہ خوب اظہار کے ساتھ پڑہے (۲) یا ہے اول مفتوح دوسرا
ساکن مانند اَلْحُسْنَیَیْنِ (۳) دونون یا متحرک ہون مانند فَلَنُحْیِیَنَّهٗ (۴) اول یا
مشدد ہو جیسے وَلِیِّ اللّٰہُ وَلِیِّ یَ یَوْمَ پس ان تمام صورتون مین خوب ظاہر کرکے پڑہے
اور متصلہ جو صفت ہے وہ خواص واو مین ہے صفت متصلہ کی آواز لیست اور ضعیف ہوتی ہے
متصلہ اسوجہ سے کہتے ہین - کہ واو کی صوت واو کے مخرج کے متصل پیدا ہوتی ہے -

فهاك وصف للحروف منتظم — فاقبل الٰهي السعي مني بالكرم
نظم ہے یہ وصف حرفون پر مشمول — یا الٰہی میری کوشش کر قبول

وعفو ذنوبي وذنوب المسلمين — وعمنا يا العفو منك اجمعين
عفو کردے ہم سبھی کے سب گناہ — عام کر اپنے کرم کو یا اِلٰہ

فانت يا مولاي ستار العيوب — وراحم برّ وغفار الذنوب
اے خداوند عیب کا ستار ہے — نیک ہے راحم ہے اور غفار ہے

ثم الصلوة والسلام بالدوام — للمصطفى وآله غر العظام
تیری رحمت مصطفےٰ پر ہو مدام — اور ان کے آل پر ہو مین عظام

ما سبح الرحمن عبد في الانام — وغرد القمري على غصن البشام
جب تلک نام حسنہ الٰہی خاص و عام — منزل قمری ہو شاخ بشام

# تصحیح

بشام ایک درخت کا نام ہے جو نہایت خوشبو رکھتا ہے جسطرح بلبل گل پر عاشق ہے ویسے قمری بشام پر عاشق ہے اسی پر ذکر کرتے کرتے مست ہو جاتی ہے اور زمین پر گر پڑتی ہے یہانپر مصنف علیہ الرحمۃ کی یہہ مراد ہے کہ جب تک دنیا مین اللہ کا نام لینا باقی ہے قمری بھی اوپر بشام کے ذکر کرنے والی ہے پس عاشقان قرات بھی اس رسالہ پر مانند قمری کے ذکر کرنے والے ہین۔

## نوین فصل خاتمہ کتاب اور ضروری فواید کے بیان مین

**فائدہ (۱) تسہیل کا** اہل قواعد نے تعریف تسہیل کی یون کی ہے۔ (اَلتَّسْهِیْلُ اَدَاءُ الْهَمْزَةِ بَیْنَ مَخْرَجِهَا وَمَخْرَجِ حَرْفِ الْمَدِّ وَاللِّیْنِ) یعنے تسہیل اوسے کہتے ہین۔ کہ ہمزہ کو اوس کے مخرج اور حرف مدولین کے مخرج سے ادا کرنا یعنے ہمزہ کو ایسا پڑہنا کہ صرف ہمزہ ہی معلوم ہو اور نہ صاف (کوئی) حرف علت ہی معلوم ہو۔ تسہیل کو بَیْنَ بَیْنَ اور حروف علت کو مدولین کہتے ہیں۔ تسہیل تین قسم پر ہے

(۱) تسہیل کالالف۔ یعنے ہمزہ کو اوسکے مخرج اور الف کے بَیْنَ بَیْنَ پڑہنا۔

(۲) تسہیل کالواو۔ یعنے ہمزہ اوس کے مخرج اور واو کے درمیان پڑہنا

(۳) تسہیل کالیاء۔ یعنے ہمزہ کو اوس کے مخرج اور یا کے درمیان پڑہنا

پھر تسہیل دو قسم پر منقسم ہے ایک بَیْنَ بَیْنَ قریب دوسرے بَیْنَ بَیْنَ بعید۔ قریب وہ ہے کہ ہمزہ کو اوس کے حرکت اور حرف علت کے درمیان پڑہنا۔ مثلاً اگر ہمزہ مفتوح ہو تو مناسبت فتح درمیان ہمزہ اور الف کے پڑہنا جس طرح آٰلذَّکَرَیْنِ

مین ہمزہ ثانی پر جو فتح ہو تسہیل کا الالف کرنا چاہئیے۔ اور ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ مین
جو ہمزہ ثانی کمسور ہے تسہیل کا الیا کرتے ہین۔ اور اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ مین
تسہیل کا الواو کرتے ہین۔ اور اس تسہیل مین قُرّا کے بہت سے مذاہب
ہین بعضے ہمزہ اولے کو تسہیل کرتے ہین۔ اور بعضے ہمزہ ثانیہ کو تسہیل کرتے ہین۔
اگر یہ بحث پوری لکھی جاوے تو اسکو دو جز کافی نہین ہین۔

اور بَیْنَ بَیْنَ بعید وہ ہے کہ ہمزہ کو اوس کے مخرج اور اُس حرف علت کے
مخرج سے ادا کرنا چاہئیے جو حرکت ماقبل کے مناسب ہو **فائدہ** (۲)
ادغام کے بیان مین۔ اگرچہ تیسری فصل مین اس کا ذکر مجملاً ہوچکا ہے۔ اب
اس کے کلئیے بیان کئے جاتے ہین (۱) ادغام مثلین وہ ادغام ہے کہ جو حرف
پہلے آیا ہو وہی حرف دوبارہ آوے تو اوسمین حروف مماثل کا ادغام ہوتا ہے۔
مگر یہ شرط ہے کہ پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو تب ساکن کو متحرک مین
اسطرح ادغام کرین کہ بالکلیہ ایک ہی حرف متشدد معلوم ہو کہ گویا ایکبار ہی تکلم کیا گیا۔
جسطرح فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ دیکھو رَبِحَتْ کے (ت) کو تجارۃ کے (ت)
مین اسطرح ادغام کئے۔ کہ دونون (ت) کا تکلم ایک ہی بار ہوا اور اَنِ اضْرِبْ
بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ مین دو (ب) کا ادغام ہے۔ اور اسپر دوسرے مثالین قیاس کیجاوین
بعض قُرّا اگر دونون حرف متحرک ہون تو بھی پہلے کو ساکن کرکے دوسرے مین ادغام
کرتے ہین اور اس ادغام مین جو پہلا حرف ساکن ہے اور دوسرا حرف جو متحرک ہے
حروف علت سے نہ ہون۔ اگر حروف علت سے ہون تو وہان ادغام نہین بلکہ
اظہار ہے بسبب (مدطبعی) ہونیکے جسطرح فِيْ يَوْمٍ قاعدہ یہ چہتا تھا کہ پہلا ساکن اور
دوسرا متحرک ہے۔ بموجب قاعدہ بالا کے یہان بھی ادغام ہو۔ اور فِيْ يَّوْمٍ
پڑھا جاوے۔ ہم تیسری فصل مین بیان کر آئے ہین کہ یا ساکن قبل زیر اور

الف ساکن کے قبل زبر اور رَا وساکن کے قبل پیش ہو تو مد کیا جاتا ہے بمقدار ایک الف کے کیونکہ یہ مد طبعی ہے بس ایسے موقع پر ادغام کیا جاوے تو صفت مد طبعی کی جاتی رہتی ہے۔ **فائدہ (۳)** ادغام متجانس کے بیان میں۔ یہ ادغام اون حرفون مین ہوتا ہے جو دو حروف ایک ہی مخرج سے نکلتے ہین یا آپسمین متحد صفت ہون جیسے قَالَتْ طَّآئِفَةٌ لَئِنْ بَسَطْتَّ پہلے مین (ت) کا ادغام (ط) مین ہوا اور دوسرے مین (ط) کا ادغام (ت) مین ہوا اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا مَا عَبَدْتُّمْ پہلے مین ادغام (ت) کا (د) مین اور دوسرے مین ادغام (د) کا (ت) مین یہہ ادغام اس لئے ہوا کہ یہہ د ت ط ایک مخرج سے نکلتے ہین اور اِذْ ظَّلَمُتُمْ مین ادغام (ذ) کا (ظ) مین اس لئے ہوا کہ یہہ بھی ایک مخرج سے نکلتے ہین اور اسیطرح مثل يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا مین ادغام ب کا میم کے ساتھ۔ مگر قالون اور بزی اور خلاد اظہار کرتے ہین اور ادغام بھی اُن سے روایت ہی۔ اور ابن عامر اور خلف اور ورش بلا خلاف اظہار کرتے ہین اور باقی کیلئے ادغام ہے۔ اور يَلْهَثْ ذّٰلِكَ مین ادغام (ث) کا (ذ) مین بسبب ایک ہی مخرج ہونیکے ہے۔ مگر اس مین ہشام اور ابن کثیر کی اور ورش اظہار کرتے ہین اور قالون اظہار اور ادغام دونون کرتے ہین۔

**فائدہ (۴)** ادغام متقاربین کے بیان مین۔ یعنے دو حرف جن کا مخرج قریب قریب ہے مثل ادغام (ل) کا (ر) مین جسطرح قُلْ رَّبِّ اور بَلْ رَّانَ چونکہ مخرج (ل) کا اور (ر) کا قریب قریب ہے اس لئے اسمین ادغام ہوتا ہے اور دوسرے مثالین بھی اسی پر قیاس کئے جاوین۔ **فائدہ (۵)** (امالہ کے بیان مین) اہل تجوید نے تعریف یون کی ہی اَلْاِمَالَةُ اِنْحَاءُ الْاَلِفِ اِلَى الْيَاءِ اَوِ الْفَتْحَةِ اِلَى الْكَسْرَةِ

یعنی امالہ اوسے کہتے ہین کہ الف کو یا کے طرف یا فتحے کو کسرہ کے طرف جھکانا۔
یعنی مائل کرنا اوپر کی تعریف سے معلوم ہوا کہ امالہ دو قسم پر ہے ایک امالہ الف کا
یا کے طرف جسکو اِمَالَۃُ الْحَرْفِ کہتے ہین۔ دوسرے امالہ فتحے کا کسرہ کے
طرف جسکو اِمَالَۃُ الْحَرَکَۃِ کہتے ہین۔ اگر امالہ کو کم کھینچین تو امالہ صُغریٰ
ہے اور زیادہ کشش ہو تو امالہ کبریٰ ہے جسطرح مُوْسٰی کو
مُوْسِي بموجب مذاہب قُرّا کے کم اور زیادہ بھی کرتے ہین اور اس
امالہ مین قُرّا کے بہت وجوہ ہین وہ قرارت سبعہ سے علاقہ رکھتے ہین حفص نے
امام عاصم کوفی رحمتہ اللہ علیہ سے سوائے لفظ مَجْرٖیھَا کے امالہ روایت نہین کی اور دوسرے
راوی شعبہ نے امالہ روایت کرتے ہین الیسا ہی قالون امام نافع رحمتہ اللہ علیہ سے امالہ کو
روایت نہین کرتے ہین اور دوسرے راوی ورش فتح اور امالہ دونون کرتے
ہین اور امام حمزہ کسائی رحمتہ اللہ عنہما کے پاس امالہ کا استعمال زیادہ ہے
مگر ادائی امالہ مین کسی معتبر قاری سے تعلیم لینا چاہئیے کہ وہ امالہ صغریٰ سے
اور امالہ کبریٰ سے کا خوب تمیز کرتے ہین۔ اور ہر شخص اوسکی ادائی نہین جانتا۔
**فائدہ چھٹا** (۶) میم ساکن کے لئے تین حکم ہین۔ اوّل میم ساکن کے
بعد دوسرے میم آوے مثل اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ بموجب قاعدہ (۱۵)
ادغام مثلین کے ادغام میم کا میم مین ہوگا۔ دوسرے اگر میم ساکن کے
بعد ب آوے مثل تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ کے تو یہان اخفا کرنا اور اگر
واو اور (ف) میم ساکن کے بعد آوے وہان میم کو خوب ظاہر کرکے پڑہنا
مثل عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اور هُمْ فِيْهَا کے اور یہی قاعدہ پُوف کا
(۲۹)
مشہور ہے۔ اور اگر میم ساکن کے بعد منجملہ حروف۔ کے سوائے ان چار
حروف مذکورہ بالا کے اور کوئی دوسرا حرف آوے تو وہان صرف اظہار کرنا

چاہیے یعنے میم ساکن کو بجال خود دوسرے ساکن حرفون کے پڑہنا۔

**فائدہ ساتوان** (۷) **اِذْ کی ذال کا ذکر** اِذْ کی ذال مین قُراء کے تین مذہب ہین ایک یہ کہ ان چھ حروف مین (ت ز ص د س ج) ذال کا اظہار کرتے مین وہ امام نافع اور امام ابن کثیر اور امام عاصم رحمۃ اللہ عنہم ہین۔ دوسرے یہ کہ اِذْ کی ذال کا ادغام کرتے ہین وہ امام ابو عمرو اور ہشام رحمۃ اللہ عنہما ہین تیسرے کوئی قاری کسی مین ادغام اور کسی مین اظہار کرتے ہین وہ امام کسائی اور خلاد ہین کہ جیم کے ساتھ اظہار اور باقی حروف خمسہ مین ادغام کرتے ہین اور خلف (ت) اور (د) مین ادغام اور باقی چار حرفون مین اظہار کرتے مین۔ اور ابن ذکوان دال مین ادغام باقی پانچ حرفون مین اظہار کرتے ہین وہ چھ مثالین یہ ہین اِذْ تَبَرَّأَ۔ اِذْ تَّخْلُقُ۔ اِذْ زَّيَّنَ۔ اِذْ زَّاغَتْ اور اِذْ صَّرَفْنَا اس کے سوا دوسرا کلمہ نہین ہے۔ اِذْ دَّخَلُوا اور اِذْ دَّخَلْتَ جَنَّتَكَ اس کے سوا اور کلمہ نہین ہے لَوْلَآ اِذْ سَّمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ۔ لَوْلَآ اِذْ سَّمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ ان دونون کے سوا اور نہین ہے۔ وَاِذْ جَّعَلْنَا۔ وَاِذْ جَّآءَتْهُمْ

**فائدہ آٹھوان قَدْ** دال کا ذکر۔ یعنی آٹھ حروف مین قَدْ کی دال کا اظہار اور ادغام ہوتا ہے س ذ ص ظ ز ج ص ش قَدْ کی دال مین قُراء کے تین مذہب ہین ایک یہ کہ قد کی دال کو ان آٹھ حروف مین بلا خلاف اظہار کرتے ہین وہ قالون اور ابن کثیر اور عاصم رحمۃ اللہ عنہم ہین۔ اور ابو عمرو اور حمزہ۔ اور کسائی رحمۃ اللہ عنہم بلا خلاف ادغام کرتے ہین اور کوئی کسی مین ادغام اور کسی مین اظہار کرتے ہین یعنے ورش رحمۃ اللہ عنہ (ض) (ظ) مین ادغام اور باقی چھ مین اظہار کرتے ہین۔ اور ابن ذکوان کے ان آٹھ حروف مین

تین مذہب ہیں یعنے ان چار حروف میں (ش ص ج ش) بلا خلاف اظہار
کرتے ہیں۔ اور (حرف ظ د) بلا خلاف ادغام کرتے ہیں اور باقی رہا حرف
(ز) اوس میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ ابن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ نے اظہار کیا
اور بعضے کہتے ہیں کہ ادغام کیا ہے۔ اور ہشام فقط لفظ لقد ظلمک میں اظہار
کرتے ہیں۔ اور باقی سات حروف میں ادغام کرتے ہیں۔
وہ آٹھ حروف کی مثالیں یہ ہیں۔ قد سمع اللہ فقد ساء طہا و لقد
ذرانا لجہنم اس کے سوا اور نہیں ہے۔ فقد ضل ضلالا و
لقد ضربنا فقد ظلم نفسہ لقد ظلمک ولقد زینا السماء
سوائے اس کے اور نہیں ہے۔ قد جمعوا لکم لقد جاءکم ولقد
صدقکم ولقد صرفنا۔ قد شغفہا حبا اس کے سوا دوسرا نظیر نہیں

## ذکر تاء التانیث

(ت) تانیث کی قراءت میں قرا کے تین مذہب ہیں۔ امام عاصم کوفی اور قالون
یعنے راوی امام نافع مدنی اور امام ابن کثیر مکی چھ حروف میں جو بعد ت کے
واقع ہوں تا، تانیث کا اظہار کرتے ہیں وہ چھ حروف یہ ہیں (س
ث ص ز ظ ج) مثال (س) کی انبتت سبع سنابل
مثال (ث) کی کذبت ثمود مثال (ص) کی حصرت صدورہم
اور لہدمت صوامع ان دونوں کے سوا اور نہیں ہے مثال (ز) کی
کلما خبت زدناہم اس کے اور نظیر نہیں ہے مثال (ظ) کی
حرمت ظہورہا مثال (ج) کی کلما نضجت جلودہم وجبت
جنوبہا ان دو کے سوا اور نظیر نہیں ہے اور امام ابو عمرو بصری اور امام حمزہ

اور امام کسائی اور کوفی ان سب حروف مین ادغام (ت) کا کرتے ہین۔ اور
ورش راوی دوم امام نافع مدنی کی صرف (ظ) مین ادغام اور باقی پانچ مین اظہار کرتے ہین
اور امام ابن عامر شامی کے تین قول ہین۔ ایک یہ کہ س ز مین اظہار اور ظ
ث مین ادغام۔ اور (ص) مین بلا خلاف ادغام۔ اور انہین کے راوی ہشام
لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ مین اظہار کرتے ہین اور دوسرے راوی ابن ذکوان ادغام
روایت کرتے ہین اور (ج) مین بلا اختلاف اظہار نحو نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ اور دوسرے
جملہ وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا ایک راوی ہشام اظہار روایت کرتے ہین۔ اور دوسرے
راوی ابن ذکوان اظہار اور ادغام دونون کرتے ہین۔

## ہل اور بل کے لام کا ذکر

ھل اور بل کی لام کا ان آٹھ حروف مین اظہار اور ادغام ہوتا ہے۔ ت ث
ظ ز س ن ط ض۔ نحو بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً۔ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا۔ بَلْ
ظَنَنْتُمْ۔ اس کے سوا اور نہین ہے۔ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ بَلْ زَعَمْتُمْ۔ بَلْ
سَوَّلَتْ کلمہ سورہ یوسف مین دو جگہ ان کے سوا اور نہین ہے۔ قَالُوْا بَلْ نَطْبَعُ
بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ۔ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ۔ اب ھل کی مثالین دیکھو۔ ھَلْ تَنْقِمُوْنَ
اور ھَلْ تَرٰی اور ھَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ۔ ھَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ۔ ھَلْ
نُنَبِّئُكُمْ **تنبیہ** ظاہر قول صاحب شاطبی رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہل اور بل کے لام حروف ثمانیہ مین ادغام کئے جاتے ہین مگر تصریح اسکی یون ہے
(بل) کا لام ان سات حروف مین ادغام ہوتا ہے۔ ن ض ط ظ ت س
ز اور ھل کا لام ان تین حروف مین ادغام ہوتا ہے۔ ن ت ث اور بل
کا لام ان پانچ حروف کے ساتھ خاص ہے ض ط ظ ز س اور ھل کا
لام صرف (ث) کے ساتھ خاص ہے اور (ن) اور (ت) کے ساتھ مشترک یعنی ھل اور بل

۴۱ سورہ انبیاء ۱۲
۴۲ سورہ فتح ۱۲
۴۳ سورہ فتح ۱۲
۴۴ سورہ رعد ۱۲
۴۵ سورہ کہف ۱۲
۴۶ سورہ آل عمران ۱۲
۴۷ سورہ نساء ۱۲
۴۸ سورہ احقاف ۱۲
۴۹ سورہ مائدہ رکوع ۹ ۱۲
۵۰ سورہ رعد ۱۲
۵۱ سورہ کہف ۱۲

کے لئے ات ن ہین اور صرف ھَل کیلئے ث ہی اور بَل کے لئے پانچ باقی حروف ہین۔
**توضیح** ھَل اور بَل کے لام مین قرائکے تین مذہب ہین امام کسائی سب حروف مین ادغام کرتے ہین۔ اور امام نافع مدنی اور امام ابن کثیر مکی اور امام عاصم کوفی سب مین اظہار کرتے ہین۔ اور کوئی قاری کسی مین اظہار اور کسی مین ادغام کرتے ہین یعنے امام ابوعمرو بصری ھَل تَریٰ مِن فُطُور سورہ ملک مین اور ھَل تَریٰ لَھُم مِن بَاقِیَۃ حاقہ مین خاصۃً ادغام کرتے ہین اور باقی مین خاصۃً اظہار کرتے ہین اور ہشام ن ض مین اور ث مین خاصۃً سورہ رعد مین اظہار کرتے ہین اور باقی مین ادغام کرتے ہین۔ اور امام حمزہ سے س ت مین ادغام روایت ہے اور خلاد کی روایت ادغام کی ہے مگر بَل طَبَعَ اللّٰہُ مین جو سورہ نسا مین ہے اون سے خلاف روایت ہے یعنے اظہار۔ اور ھَل تَستَوِی الظُّلُمٰتُ ہین ہشام سے اظہار روایت ہے جسطرح اوپر ذکر ہوا۔

## ذکر (ب) کا

خلاد۔ ابوعمرو۔ کسائی۔ باے ساکنہ کو ف مین ادغام کرتے ہین انکے سوا اورون کا مذہب اظہار ہے ادغام کے پانچ جگہ یہ ہین۔ پہلے سورہ نسا مین اِذ یَغلِب فَسَوفَ دوسرا سورہ رعد مین اِن تَعجَب فَعَجَب تیسرا سورہ بنی اسرائیل مین اِذہَب فَمَن تَبِعَکَ چوتھا سورہ طٰہ مین اِذہَب فَاِنَّ لَکَ پانچوین سورہ حجرات مین وَ مَن لَم یَتُب فَاُولٰئِکَ خاص اس مین اظہار اور ادغام کا اختیار ہے۔

## (ذکر یَفعَل کے لام کا)

ابوالحرث جنکی رمز س، ہے وہ یفعل کے لام کو ذ مین ادغام کرتے ہین وہ سب قرآن مین چھ جگہہ ہین پہلے سورۂ بقر مین وَمَن یَفعَل ذٰالِکَ دوسرا آل عمران تیسرا سورہ ن آ مین دو جگہہ اور سورۂ فرقان مین اور سورہ منافقون مین ایک ایک جا

پس باقی قرآء کے یہاں اظہار متعین ہوگیا اگر یفعل کا لام ساکن ہو تو ادغام نہ ہوگا جیسے
مَنْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْكُمْ۔ امام کسائی جنکی رمز (ر) ہے حرف (ف) کو (ب) میں
ادغام کرتے ہیں مثل نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ سورہ سبا میں اور باقی قرآء کیلئے اظہار ہے
امام حمزہ اور امام کسائی اور امام ابوعمرو (ذ) کو (ت) میں ادغام کرتے ہیں
مثل اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ سورہ غافر اور دخان میں اور فَنَبَذْتُهَا
سورہ طٰہٰ میں۔ تو باقیوں کا مذہب اظہار ہے۔ امام حمزہ اور امام کسائی۔ اور
امام ابوعمرو (ث) کو (ت) میں ادغام کرتے ہیں اُوْرِثْتُمُوْ سورہ اعراف میں اور
زخرف میں تو باقیوں کا مذہب اظہار ہی۔

اور حفص دوری جنکی رمز (ط) ہی اور وہ امام ابوعمرو بصری کے راوی ہیں (ر)
ساکن کو لام میں ادغام کرتے ہیں اور دوسری روایت ان سے اظہار کی بھی ہے۔ اور انہیں کے
دوسرے راوی سوسی جنکی رمز (ی) ہے وہ ادغام (ر) کا لام میں روایت کرتے
ہیں وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ۔

اور حفص اور حمزہ ابن کثیر ابوعمرو قالون۔ سورہ یٰسٓ اور سورہ قلم کے نٓ کو وَالْقُرْاٰنِ
اور وَالْقَلَمِ کے واو کے ساتھ اظہار کرتے ہیں تو باقیوں کا مذہب ان دو جگہوں میں
ادغام ہے اور ورش جو راوی امام نافع مدنی کے ہیں وہ نون والقلم میں اظہار اور ادغام دونوں کرتے ہیں

امام ابوعمرو اور امام کسائی اور ابن ذکوان راوی امام ابن عامر شامی اور امام عاصم
كٓهٰيٰعٓصٓ میں صاد کو ذِکْرُ کے ذال کے ساتھ اظہار کرتے ہیں اور دال کو
(ث) کے ساتھ کہ جس میں واقع ہو اظہار کرتے ہیں۔ اور (ث) کو (ت) کے
ساتھ بھی اظہار کرتے ہیں تو باقیوں کا مذہب ادغام ہے۔

نحو یُرِدْ ثَوَابَ وَلَبِثْتَ

صرف امام حمزہ سورہ شعرا اور قصص کے ابتدا میں نونکو

حفص امام عاصم کے راوی ہیں ۱۲

میم کے ساتھ اظہار کرتے ہیں۔ مثل طسم ۔ تو باقی قرا کے لئے
ادغام متعین ہے۔ اور سورہ نمل کے اوّل میں طس کا
نون سب کے یہاں اخفا ہے اور باقی مطالب اس
مختصر رسالہ میں گنجایش نہیں رکھتے ہیں لہذا اسی پر
اکتفا کیا۔ فقط وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر
خلقہ سیدنا ومولانا محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین ہ

تمام شد

تمت

# تقریظ

مع تاریخ تالیف این رسالہ و برخی حالات شہادت حضرت قاری سید محمد عبد الولی احراری قدس سرہٗ نتیجۂ فکر آسمان پیوند فرمانروائے اقلیم سخن دانی مولوی منشی سید محمد کاظم حسین صاحب متخلص بہ شیفتہ متوطن قصبہ کنتور واقع اطراف شہر لکھنؤ مقیم بلدہ حیدرآباد دکن صانہا عن الفتن

سُناتا ہُون مژدہ عجب قاریون کو
کہ حاصل ہو جس سے طرب قاریون کو

ذرا اس رسالہ کی ترتیب دیکھین
بیان قواعد کی تہذیب دیکھین

نہین کوئی اردو مین ایسا رسالہ
یہ ہے علم قراءت مین اعلی رسالہ

لکھے سب مطالب ہین آسانیون سے
کہ طالب ہو محفوظ حیرانیون سے

کہین حرف موقع سے کیا خوشنما ہین
مثالون کے الفاظ بھی جا بجا ہین

طبیعت سے کیا کیا بنائے ہین نقشے
ضرورت کی بنا پر لگائے ہین نقشے

وہ نقشے ہین یا صورتِ علم قراءت
کھنچے ہین پئے دید اہل بصیرت

جو مخفی نہین باتین ہوئین سب وہ ظاہر
کہ تا خاص اور عام ہو جائین ماہر

یہ علمِ تجوید کا صاف گوہر
قواعد مین قراءت کے بہتر سے بہتر

زبانِ عرب مین تھا عمدہ قصیدہ
جسے قاری عبد الولی نے تھا لکھا

وہ عبد الولی علم قراءت کے عامل
وہ عبد الولی جو ریاضت مین کامل

وہ عبدالولی جو قواعد کے بانی ۔ وہ عبدالولی جو تھے جزری[۱] کے ثانی
وہ عبدالولی جو ہیں مشہور قاری ۔ وہ عبدالولی جنسے تھا فیض جاری
وہ عبدالولی جو سیادت نسب تھے ۔ وہ عبدالولی جو شریف الحسب تھے
وہ عبدالولی جو کہ نیکو روش تھے ۔ وہ عبدالولی جو سپاہی منش تھے
وہ عبدالولی زور جرأت میں یکتا ۔ وہ عبدالولی جن کو دہوکے سے مارا
وہ عبدالولی جو شہید دغا ہیں ۔ وہ عبدالولی جو ولی خدا ہیں
یہ تھے پادشاہ دکن کے ملازم ۔ اپنی پہ تھے کوتوالی میں حاکم
مقرر یہ اورنگ آباد[۲] میں تھے ۔ ہمیشہ غریبون کی امداد میں تھے
وہان کے سکھون کو تھی اون سے کدورت ۔ کدورت نہیں بلکہ قلبی عداوت
یہی اون سکھون نے تھی بس دلمین ٹھانی ۔ کرو جیسے ہو ممکن ایذا رسانے
غرض ایکدن اپنے قابو کو پاکر ۔ مسلح وہ سب آئے اُن کے مکان پر
جو دروازے کو بند دیکھا پکارا ۔ کسی شخص نے آکے اندر سے کہولا
مکان میں فقط تین ہی آدمی تھے ۔ عزیز[۳] اُن کے دو ایک عبدالولی تھے
سکھون نے کھلا جبکہ دروازہ پایا ۔ وہ سب غول کا غول بس اندر آیا
لگے کرنے سب فتنہ انگیز باتین ۔ کبھی سخت باتین کبھی تیز باتین
یہ سن سنکے قاری نے اُن سکو ڈانٹا ۔ کلام اُن کا شمشیر صولت سے کاٹا
بس اتنے مین ایک سکھ نے بندوق ماری ۔ لگین گولیان جسم قاری پہ کاری
بہادر نے تلوار فورًا اٹھائی ۔ جبین پر تعب سے شکن تک نہ آئی
اسی حال مین اسپہ ایک ہاتھ مارا ۔ اسی کو نہین دو کو ایک ساتھ مارا
پڑی آسکے اک اور ظالم کی گولی ۔ شہادت ہوئی پہر تو عبدالولی کی[۴]
عزیزون نے بھی اپنی ہمت دکھائی ۔ سکھون کو کیا قتل جرأت دکھائی

[۱] جزری وطن ہے شیخ امام محمد جزری رحمت اللہ علیہ کا

[۲] بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد ایک قدیم شہر صوبہ دکن کا تختگاہ

[۳] عزیزون سے مراد ایک خانزاد اور ایک بھائی اور ایک جوان نوکر والی ۱۲

[۴] تاریخ شہادت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۳ ۱۲ ۱۲ ۱۲

لڑے خوب آخر گئے دونون مارے
یہ ہے واقعۂ طول مین ایک دفتر
پھراب اصل مطلب یہان سے بیان ہے
ملاکر پڑہو گر ولی اور قاری
الف لام قاری پہ لیکن بڑھاؤ
قصیدے کی تشریح مین ہے رسالہ
نہین ہے فقط شرح اشعار اس مین
کہین علم تجوید کے ہین قواعد
محمد سے نام خلیل آوے پیچھے
دکن انکا مولد دکن ان کا مسکن
بحیہ عبدالولی کے ہین شاگرد ارشد
ندو شگفتہ طول اپنے سخن کو
دم فکر فی الفور مصرعہ یہ نکلا

سو گلشن خلد وہ بھی سدھارے
مگر مختصر مینے لکھا یہان پر
رسالی کی پوری حقیقت عیان ہے
زبان پر ہو نام اس رسالہ کا جاری
مرکب زبان عرب کا ہمارا و
رعایت سی اسکے ہے یہ نام رکھا
لگا ہے مطالب کا انبار اسمین
کہین لکھدے کار آمد فواید
تو پھر نام شارح کا فی الفور نکلے
وہ بلدہ جو عبدالولی کا ہے مدفن
کمالات اوصاف ہین انمین بحید
رسالے کی تالیف کا سال لکھو
رسالہ لکھا علم قرات مین اچھا
۱۳ ۰ ۳

# تقریظ ثانی

## تقریظ من جانب مولانا سید محمد حسن صاحب میر منشی اصطبل سرکار عالی

خدیو کشور معانی کہ مردم ابراہیمش خوانند۔ خدائے گیتی آفریدش وسلے داد دانا۔ وزبانے گویا۔ گویا زبان چہ کند اگر نگوید۔ ناچار

دانا دلش خواست کہ پاک زبان را لختے بستایش حکیم سخن برزبان آفرین بیالاید۔ وستایش گرے راہمایون دستوری براندیشید کہ بدانش آموزان وانماید تا گفتۂ خدا (کہ فرستادہ اش را بدان ناز است) بچہ ہنجار توان خواند۔ مسئلہ چند از تجوید بتالیف خود گرد آورد و **ولی القاری** نامش نہاد۔ وبپامردی رنگ حالش در داد۔ فرخ زبانے کہ نیایش گران را ہنجار خواندن نامۂ الٰہی بیاموزد۔

خوشا من خنکا من کہ مبارک کتابے را تقریظے برنگارم واین نوشتن را کفارہ سیاہ کاری برانگارم وبس۔

سنہ ۱۳۱۰ھ

# غلط نامہ کتاب فوائد القاری

حضرات پہلے اس غلط نامے سے کتاب صحیح کرلیں

| صفحہ | سطر | الفاظ غلط | صحیح الفاظ |
|---|---|---|---|
| ۴ | ۴ | جس شین | حس شین |
| ۶ | ۱۰ | ابو محمد جوینی | ابو محمد جُوَینی |
| ۸ | ۸ | یادکرتا | یادکرنا |
| ۸ | ۱۲ | رَشیم | رَشن |
| ۱۱ | ۱۲ | ساتھ | ساث |
| ۱۳ | ۵ | بزوذ | مجزوز |
| ۱۴ | ۴ | تقیح | تفسیح |
| ۱۶ | ۳ | ۶۸ و ۹ | ۶۸ یا ۶۹ |
| ۱۸ | ۴ | العزّ آء | العُزّٰ اٰء |
| ۱۹ | ۱۳ | شامل مین | شامل ہین |
| ۲۲ | ۴ | تجوید | تجوید |
| ۲۴ | ۱۵ | واکے | والے |
| ۲۳ | ۹ | خشیوم | خیشوم |
| ۲۵ | ۶ | سُرمرقا | سُرُرقا |
| ۲۶ | ۱ | خشیوم | خیشوم |
| ۲۷ | ۸ | حثت | جنّت |
| ۲۸ | ۲۱ | ہوتا | ہونا شرط بھی |
| ۲۹ | ۱ | ہوتا | ہونا |
| ۲۹ | ۷ | وہ حرف یاری | وہ حرف باجے |
| ۲۹ | ۲۰ | تعبیر | تعبیر |
| ۲۱ | ۱ | اصلاح | اصطلاح |
| ۳۰ | ۱۶ | لا الہ اللہ | لا الٰہ الا اللہ |

| صفحہ | سطر | الفاظ غلط | صحیح الفاظ |
|---|---|---|---|
| ۳۱ | ۱۳ | بھی | بہی |
| ۳۱ | ۱۴ | دونون بہی | دونون بھی |
| ۳۱ | ۱۹ | نا اللہ | تا اللہ |
| ۳۴ | ۲۱ | نطیفور | طیفور |
| ۳۷ | ۳ | (   ) | ( ۴۶ ) |
| ۳۹ | ۲۱ | ا م | تام |
| ۴۰ | ۱۰ | دالرحمنا | قال رحمنا |
| ۴۱ | ۱۵ | اوسکا نہین | اوس حالتین |
| ۴۲ | ۱۳ | ضرورت ہے | ضرور نہین ہے |
| ۴۲ | ۱۵ | سے | سے قلقلے |
| ۴۸ | ۱۸ | یا پیش | یا دو پیش |
| ۴۶ | ۱ | گرا دیجائیگی تو | گرا دیجائیگی |
| ۴۸ | ۷ | افضاے | اقصاے |
| ۴۸ | ۱۰ | باقصی | باقصی |
| ۴۸ | ۱۲ | اقفاء | اقصاء |
| ۵۰ | ۱ | عکذی | عکدی |
| ۵۰ | ۱۳ | دہن سے | دہن سے سجہ |
| ۶۲ | ۱۵ | کر | کہ |
| ۶۳ | ۲۱ | عقیمہ | عقیمہ |
| ۶۴ | ۵ | اطاق | الطباق |
| ۶۵ | ۱ | متستفلہ | مستفلہ |
| ۷۰ | ۲ | ہیرہ | ہبرہ |

| صفحہ | سطر | الفاظ غلط | الفاظ صحیح | صفحہ | سطر | الفاظ غلط | الفاظ صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۳ | ۱۱ | محدث | محدّث | ۹۱ | ۱۳ | اورا ہر شخص | اور ہر شخص |
| ۶۵ | ۶ | حسن سیئة | حسنہ سیئة | ۹۲ | ۱۱ | خود سر | خود مشغول و سر |
| ۶۶ | ۶ | مستقر | مستقرّ | ۹۲ | ۱۲ | تر خلت | قد خلت |
| ۶۸ | ۹ | پیٹرا | پیٹرا ۔ | ۹۲ | ۱۳ | ققد | فقد کی |
| ۶۹ | ۶ | ہو چکے ہیں | ہو چکے ہیں | ۹۳ | ۲۱ | الطہار | اظہار |
| ۶۹ | ۷ | نواجز | نواجذ | ۹۳ | ۳ | ابن رکوان | ابن ذکوان |
| ۸۰ | ۱۵ | تشبیہ الصوت | تشبیہ الصفات | ۹۳ | ۹ | تجمعون | تجمعوا |
| ۸۲ | ۹ | تا سکے ساتھ | تا دسکے ساتھ | ۹۳ | ۱۹ | رزقنا ہم | رزقنٰہم |
| ۸۳ | ۳ | یدرکہ | یدرکہُ | ۹۳ | ۱۶ | اس سکا اور | اس کے سوا اور |
| ۸۴ | ۱۶ | تقلیبہ | تغلیبہ | ۹۳ | ۲۱ | جنبو لیا | جنبو لیا |
| ۸۴ | ۲ | ظل | ظلّ | ۹۳ | ۲۱ | ان دو کا سوا | ان دو کے سوا |
| ۸۴ | ۴ | وجہ تسمیہ | وجہ تسمیہ | | | | |
| ۸۵ | ۱۳ | الادغام مع الغنہ | مثال الادغام مع الغنہ | | | | |
| ۸۶ | ۸ | مذکو | مذکور | | | | |
| ۸۶ | ۹ | ہو | ہو | | | | |
| ۸۶ | ۱۵ | او زوا و فضا ۔ | او زوا و تصرفا | | | | |
| ۸۷ | ۵ | کے | کر | | | | |
| ۸۷ | ۷ | فی بیوتہم | حسبکم فی بیوتہم | | | | |
| ۸۸ | ۲۲ | غضن البکائر | غضون البشائر | | | | |
| ۸۹ | ۱۳ | تجارتہم | تجارتہم | | | | |
| ۸۹ | ۲۰ | فی توہم | فی تغوہم | | | | |
| ۸۹ | ۲۱ | یا ساکن تجلی | یا ساکن کے تجلیہ | | | | |

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

# کتب خانہ
## جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس [illegible]، مجلس انتظامی [illegible] ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
بجز شعبہ جات و نصاب پانچ کتابیں ایک [illegible] عمید [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات [illegible] کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس [illegible] اور [illegible]
اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں [illegible] دو کتابیں بی اے اور [illegible] تحقیقاتی [illegible] چھ ہفتوں سے

۳۔ طلبائے [illegible] ایم اے، ایل ایل بی [illegible] اپنے پاس رکھ سکیں گے۔
کے طلبہ تین کتابیں ایم اے [illegible] دو ہفتوں [illegible]
طلبہ پانچ کتابیں اور دو [illegible] کتابیں [illegible]

۴۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس [illegible] لیا جائیگا۔
ایک آنہ یومیہ فی کتاب [illegible]

۵۔ بشرط موقع کتابیں گھر لے جانے کی اجازت [illegible]
یہ کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو [illegible] ادا کرنا ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا [illegible] نہیں لگایا جائے گا۔

۸۔ قلمی نسخے اور [illegible] کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط